ISLAMIC
BL525
H37
1900z

McGill University Library
3 102 715 451 $

INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
38226
★
McGILL
UNIVERSITY

Hasan, Murtaza
Radd-i tanasukh

رسالہ نادرہ

ردِّ تناسخ

فضائل مآب جناب مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب مدرس

دار العلوم دیوبند کی تناسخ پر یہ وہ بینظیر ولاجواب تقریر ہی جو جناب ممدوح

نے جمعیۃ الانصار دیوبند کے دوسرے سالانہ جلسہ موتمر الانصار

میرٹھ منعقدہ ۶-۷-۸- اپریل ۱۹۱۲ء مین فرمائی تھی

جس کو

ابوالافضال محمد فضل حسین مالک و اڈیٹر اخبار المشیر و رسالہ ضیاء الاسلام مرادآبادی نے

اپنے

افضل المطابع پریس مرادآباد مین چھاپا اور شائع کیا

38226
1/25
۱۲
کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی

MGI
H3445

التماس

طبقہ علمائے ہندوستان مین بہت کم ایسے اصحاب ہونگے جو حضرت مولانا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کے نام نامی یا اُنکے علمی کارنامون سے واقف نہ ہون۔ ممدوح سے جن لوگون کو براہ راست بالمشافہ گفتگو کرنے یا ملنے کا موقع ملا ہی وہ واقف ہین کہ مولانا موصوف نے کس درجہ باخبر اور حاضر جواب طبیعت پائی ہی آپ کو خاص طور پر علم مناظرہ سے کامل دلچسپی ہی اور اسی وجہ سے آپ جہان ملت بیضا کی صحیح تعلیمات مسلمانون پر اپنی پوری معلومات کے ذریعہ سے پیش کرتے رہتے ہین وہان غیر مذاہب کے متعلق بھی آپ کی معلومات کا حصہ تقریبًا مکمل ہی اسی بنا پر سنہ ۱۳۳۳ ہجری کے جلسہ موتمر الانصار منعقدہ میرٹھ مین مسئلہ تناسخ کے متعلق آپ کو تقریر کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا چنانچہ ممدوح نے ایک ہی دو روز مین اس اہم و سخت مبحث پر ایک نہایت مکمل مضمون رقام فرمایا جس کا نہایت تھوڑا حصہ بوجہ قلت وقت کے حاضرین کو سُنایا جاسکا تھا اور کل مضمون کو جناب ممدوح نے محض اپنی عنایت سے مجھکو بغرض طبع عنایت فرما دیا تھا سو خدا کا شکر ہی کہ مین آج اُس کو زیور طبع سے آراستہ کرکے نذر ناظرین کرتا ہون۔

احقر

محمد فضل حسین ایڈیٹر اخبار المشیر مرادآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

ردِّ تناسخ

ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے اور کیا ہونگے ۔ یہ مضمون ایک غور وفکر کرنے والے کے لئے نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ انسان کے جملہ حرکات وسکنات خیالات ارادے معاملات ان ہی تینون تغیرات کے گردا گرد گھومتے ہین ۔ لڑکپن مین تعلیم وتعلم کی مشقتین تجّار وکاشتکارونکی محنتین اسی ماضی ومستقبل کے نتایج ہین ایک شوقین طالب علم جو آدھی رات کے بعد نیند کے غلبہ کی وجہ سے مستانہ وار جھوم جھوم کر سبق یاد کر رہا ہی اور کہنا کچھہ چاہتا ہی اور زبان سے کچھہ نکلتا ہی کوئی اوس سے پوچھے کہ اے جانِ مادر تیری مان باپ تیرے جملہ حوائج کے متکفل تیرے ہی لئے ملازمت وتجارت کی تکالیف برداشت کرتے ہین تیری پسینہ کی جگہ خون گراتے ہین تیرے کہیل کود کے دن تھے تجھے اس بے فکری کے زمانہ مین کس غم نے بیتاب کر رکھا ہی آرام کو چھوڑ کر یہ تکلیف اور کلفت سے الفت کیون ہی وہ عزیز چونکتا ہو کر سوائے مستقبل کی فکر کے کچھہ بھی جواب نہ دیگا ۔ اس غریب سے کیا پوچھنا ہے اپریل مئی کی سخت گرمی اور لق ودق ریگستان مین بدن کی سیاہ کرنے والی دہوپ اور لوؤن مین چلنے والے کسانون سے دریافت کرو کہ گہر مین تو غلہ رکہنے کی بھی جگہ نہین ۔ پھر یہ آفتاب سے عشق کیون ہی ۔

اے بندگانِ خدا کیا تمہاری طبیعت مین ٹھنڈے پانی اور سایہ مین بیٹھنے کا شوق ہی نہین آخر تم بھی تو انہین انسانون کے بھائی ہو جنکو خس کی ٹٹیون مین بھی پسینہ آرہا ہی کیا تم کو راحت سے عداوت ہی برسات جاڑے گرمی جنگل مین کیون ڈیرے ڈال رکھی ہین آخر راز کیا ہی۔ انکو بھی تمہی سے عبرت اور مستقبل نے نخوت کر رکھا ہی۔ یہ غریب خانہ بدوش فاقہ مست جفاکش کس شمار قطار مین ہین حکام دنیا وسلاطین زمانہ کے انتظامات اور ترددات جنکو خیال کرنیسے تمام اسباب عیش مکدر ہوئے جاتے ہین اور اونکے جنگی جہازات کے بڑی بڑی بیڑے جرار لشکر بھی اسی ماضی ومستقبل کی مہم کیلئے تیار ہو رہے ہین نئے نئے آلات حرب اور جدید قوانین نبرد آزمائی بھی استاد ماضی ومستقبل ہی کے ہتیار ہین۔

گرجا گھرون کے گھنٹونکا غل اور مندرون مین ناقوسونکی چیخ وپکار مساجد مین اللہ اکبر کے نعرے بھی اسی لئے بلند کر رکھے ہین۔ گنگا کے گرم اور سرد بالو پر جو بے خانمان جوگی پڑے ہوئے لوٹ رہے ہین کبھی اونسے بھی دریافت فرمایا کہ ہنگون کی طرح ننگ دہرنگ کیون خاک مین مل رہے ہو۔

کبھی پہاڑون کی چوٹیون پر سنّا سیونکی درد دل کی بھی خبر لی کہ کس غم نے شہر اور بستی سے متنفر اور یگانون سے بیگانہ بنایا ہی۔ خانقاہون مین چلہ کش خدا پرست عابدون سے جنکے بدن کا خون تک خشک ہو گیا ہی کبھی معلوم کیا کہ انکی رنگت زعفرانی کیون ہین اگر دریافت کروگے تو اونکا گرو پیر مرشد اسی ماضی ومستقبل کو پاؤگے۔ اور دریاؤن کے تیز رو پانی تجھکو کیا ہو گیا تیرے پیچھے کس مصیبت کی سیلاب یا آگے کونسا مقصود ومطلوب ہے جو اس سراسیمگی سے تجھکو دوڑا رہا ہی کیا تجھے اسقدر بھی اجازت نہین کہ ایک پل کے لئے بھی قرار ہو سکے تجھ مین کونسا سیمابی مادہ آگیا ہی او جانے والے مسافر ہماری بات تو سن لے۔ تجھے کسکا خوف ہی جو تو پیچھے پھر کر بھی نہین دیکھتا۔ یہ اتنے بڑے بڑے بھاری

.پہاڑ بھی تیرے ساتھہ باوے دیوانے ہو گئے۔ اونکو ہی تونے اپنے ساتھہ بیقرار بنا دیا جو موٹے موٹے فولادی تاروںکے رسون مین لنگرونکو بھی کہینچے لئے جاتے ہین۔ ان کے آگے کونسے مقناطیس کا پہاڑ ہے۔

اُو! سر پر خاک ڈالے ہوئے چلنے والی ہوا یہ خاک کا بادل لئے ہوئے سرسبز باغون کو کیون اجاڑتی ہوئی چلی آتی ہے۔ درختون کو بے برگ و شاخ بنا دیا پہلونکو خاک پر ڈالدیا غریبون کے جہپر اوڑا دے کوٹہے بنگلون کے دروازہ بند کردئے تو کس سے بہاگتی ہے اور تجہے کہان جانا ہے تیری منزل مقصود کیا ہے۔

اے آگ تو سچ بتادے یہ بیقراری اور اضطراب کیون ہے لکڑی پتھر لوہا سبکو جلاکر لبنی ہوتی ہے اس بلند پروازی کی آخر کیا وجہ ہے۔ تیری قسمت مین آرام کا نام ہی نہین ہے۔ اچھا تم سے کچہ شکایت نہین جہان چاہو جاؤ۔ مگر اے مادر مشفقہ زمین تو تو بڑی حلیم سلیم چپ چاپ نظر آتی ہے لیکن تحقیق جدید نے بتادیا ہے کہ تو بھی بے چینی اور بیقراری سے چکر مین ہے کیا تو یہ چاہتی ہے کہ اپنی تمام اولاد کو زمین سے گراکر کہین چلی جائے۔ کیا تجہکو اپنی اولاد پر رحم نہین آتا آخر ہمارا قصور کیا ہی لو ہمکو چہوڑنا کیون چاہتی ہے۔

صاحبو! کان تو لگاؤ پانیکا شور ہوا کی سنسناہٹ آگ کی لپٹ کی بہک بہک اور زمین اپنی خموشی مین یہی کہہ رہی ہے کہ ہمارا مقصود آیندہ ہے ماضی مستقبل کیطرف کو چلتا ہے اور مستقبل ماضی کی طرف راہ نہین دیتا۔ تم سفلیات کو کیا کہتے ہو ذرا آسمان کی طرف نظر اوٹھا کر دیکہو تمام افلاک سیارات ثوابت کا یہی حال ہی ؎

ابرو باد و مہ و خورشید و فلک درکارند　　تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار　　شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

کسیکو چین و قرار نہین ہر شے ماضی بمستقبل کی جبری حکم سے عاجز ہے ع

تجہکو کسیکی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ تمام عالم مین حرکات مستقبل ہی کے لئے ہو رہی ہین سبکا مقصود آیندہ ہی ہے تمام دنیا مین اجزاے عالم کی حرکت ہی کا قانون

آواز نہین آتی جو متحرک ہین وہ سکون کی تلاش مین ہین اور جو ساکن ہین وہ سفر کو پسند کرنے والے ہین۔

یہ قصہ تو عمر بہر ہی سطے ہونیوالا نہین آپ اس طرف متوجہ ہون کہ ابھی لڑکا پیدا ہوا تہا کہ مضغہ گوشت بے حس و حرکت تہا تہوڑے دنون مین گہر بیٹہنا دشوار ہوا۔ مان باپ تلاش کرتے پہرتے ہین کہ ابھی یہان تہا کہان چلا گیا۔ کہیل کود مین ایسا مست و بیخود ہے کہ کہانے پینے کی بہی پرواہ نہین ہے ابھی گیند۔ بلا۔ نٹ بال ہاتہہ مین ہتی کہ لڑکپن کا رنگ ہی جاتا رہا۔ اب جوانی دیوانی سر پر سوار ہے۔ جلسۂ احباب اور اسباب طرب کی فکر ہے ؎

سادگی کو چھوڑئے اب آگیا عہد شباب
رخ پہ غازہ چاہئے چہرہ پہ افشان چاہئے

گھر کا تمام اندوختہ ایکدن مین اوڑانے کو مستعد ہین مان باپ لاکھ سمجھائین مگر سمجھتا کون ہے ؎

ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے
مین اوسے سمجھون ہون دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

اب وہ لڑکپن کی باتین ہوا ہو گئین ایک نیا ہی عالم آنکھون کے سامنے ہے ؎

اسیر پنجۂ عہد شباب کر کے مجھے
کہان گیا مرا بچپن خراب کر کے مجھے

مجنون اور فرہاد کے قصے انکے جوش الفت کے سامنے گرد ہی تہے کہ ابھی نکاح بیاہ خانہ داری کے مستقبل نے ایسا جادو بند کیا کہ ؎

بہول گئے راگ رنگ بہول گئی جہکڑی
تین چیزین یاد رہین نون تیل لکڑی

کہان ہزارون کی پرواہ نہ تہی کہ اب ضرورت کیوقت ایک کوڑی پر دم نکلتا ہے ابھی تجارت زمینداری۔ سرکاری ملازمت دنیا کی ترقی کی فکر تہی کہ کمر ٹیڑہی ہو گئی جوانی ختم شد۔ کہا بس اکم تعودون۔ جنہی نے اگلا مستقبل پیش نظر کر دیا۔ بیوی بچے زن و فرزند سے محبت اور الفت نہین رہی اچہے خاصے رات کو پلنگ پر لیٹے تہے صبح کو ہوش کی حس و حرکت ہی نہین اطبا ڈاکٹر جمع ہین سبنے جواب دیدیا ؎ یا تو ہم تہے کہ پہرا کرتے تہے اندر باہر ؎ یا ہمین ہین کہ ہمین حکم ہی باہر باہر ؎

آبادی مین رہنے کی اجازت نہین شہر سے باہر جانیکا حکم ہے کوئی ہزار دفعہ

آواز دے بُرا کہے بھلا کہے جواب ہی نہین دیتے یہ کیا ہوگیا ؟

خواب تھا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔ ہم کیا تھے اور کیا ہوگئے اور آگے

کیا ہونگے۔ نہ پہلے کی خبر ہے نہ آیندہ کا حال معلوم آخر یہ طلسم کیا ہے۔ دنیا کے

حکما فلاسفر کہان ہین جو سوائے عقل کے کوئی بات ہی نہین کرتے وہ اپنی عقلونکو

ماضی مستقبل کے پاس روانہ فرمادین ہمکو بتادین کہ ہم کیا تھے اور کیا ہونگے۔

افلاطون۔ سقراط۔ فیثاغورس۔ ابناذقلس۔ اغاثاذیمون۔ ہرمس وغیرہ حکمائے

یونان وحکمائے ہند ودانایان فرنگ کوئی بھی تو دستگیری فرمائے اور یہہ

تبلادے کہ ہم کیا تھے اور کیا ہونگے۔ آج دیکھنا ہی کہ اس مسئلہ کا جواب ان

بڑے بڑے حکمارسے کیا ملتا ہے۔ چونکہ حکمارہند اپنی قدامت کے مدعی اور تمام

حکمار کو اپنا شاگرد اور خوشہ چین بتاتے ہین۔ بلکہ تمام آسمانی کتابون کی نسبت

بھی یہی دعوے ہے کہ ہماری ہی وید مقدس سے کچھہ کچھہ لیا ہے اور اسوقت بھی

اونکے معتقد ہماری خوش قسمتی سے ہند مین موجود ہین اور اون کے ہر اپیل کے

بیرسٹر ہونیکا سرٹیفکیٹ حاصل کرچکے ہیں۔ اسوجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے

اس مقدمہ کو اسی حکومت مین دائر کیا جاوے اوسکے بعد اور طرف متوجہ ہونا چاہئے

اوستادوکے ہوتے ہوئے شاگردون سے رجوع فضول ہی۔

حکمائے ہند سوال مذکور کا جواب بہ عنایت فرماتے ہین کہ ہم یہ تو نہین کہہ

سکتے کہ اس سے پہلے ہم کیا تھے اور بعد کو ہم کیا ہونگے مگر ہان یہ ضرور ہے کہ اصل

سے انسان تھے لیکن جیسے جیسے کرم جنم افعال واقوال کئے اوسکے موافق جون جسم

قالب دکھہ سُکھہ سختی و آرام رنج و راحت تکلیف اوٹھاتے رہے کبھی انسان کبھی

دوسکے حیوانات یا نباتات کے جامہ مین رہے اور بعض یہ کہتے ہین کہ انسان

اپنے افعال کے موافق علویات افلاک کواکب ستارونکا بھی جون لیتا اور اپنے

اعمال کے موافق اوس جون اور قالب وجسم مین رنج وراحت دکھہ سکھہ بھگت کے

پہر قالب انسانی پاتا ہی اور جسکے افعال بالکل اچہی ہی اچہی ہوتے ہین اوس کو مکتی ہو جاتی ہے - یعنی ایک زمانہ تک پہر وہ جسم قالب عنصری مین نہین آتا ہے - جب پرلو ہوتی ہی پہر نئے سرے سے تمام ارواح کو جدید قالب ملتی ہین اسیطرح سے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کو رہیگا ارواح کا ایک خاص عدد ہی اوسیکا لوٹ پہیر ہوتا ہے خداوند عالم روح مادہ پرومانک اجزا سے لاتتجزی یہ تینون قدیم واجب بالذات ہین انمین سے کوئی ایسا نہین جو ہلاک ہو یا فنا ہو سکے خداوند عالم مادہ ہی جسم بناتا ہی اور جیسے روح کے افعال ہوتے ہین ویسا ہی اوسکو قالب ملتا ہے - یہ انسان کا ماضی و مستقبل ہے اور یہ ہی طریقہ جزا و سزا کا اور رائج اس مذہب مین افلاطون - سقراط - فیثاغورس - انباذقلس - یوذاسف - تناسخی - ہرمس وغیرہ حکمار کو بھی شریک کرتے ہین بلکہ دعوے یہ ہے کہ عقل سلیم کے نزدیک بجز اسکے تمام طریقے جزا و سزا کے غلط اور باطل ہین اب ہمکو اول تو یہ دیکہنا ہے کہ انصافاً اور عقل سلیم کے نزدیک اس طریقہ مین کہانتک صداقت پائی جاتی ہے - اور یہ حکما اپنے دعوی پر کیا کیا دلایل پیش کرتے ہین اور وہ کس درجہ صحیح یا غلط ہین اور اون دلایل سے قطع نظر نفس مسئلہ ایا عقلاً صحیح ہو سکتا ہے یا عقل سلیم اسکو ناجایز اور مہمل قرار دیتی ہی - ثانیاً اگر ان حکمار سے اس مرض کا علاج نہ ہو سکے تو کس دار الشفا مین مریض کو رجوع کرنا چاہئے اور اس پیچیدہ مریض کو آبحیات کہان سے دستیاب ہو سکتا ہے -

سو واضح رہے کہ تناسخ اور آواگون کا بطلان تو خدا چاہے ایسی قوی دلایل عقلیہ سے ہو جائیگا کہ جسمین کسی عاقل کو لب کشائی کی گنجایش ہی باقی نہ رہیگی - ہان یہ ظاہر کر دینا ہی ضرور ہے کہ ان بڑے بڑے جلیل القدر حکمار جنکے نام سے تمام دنیا مرعوب ہے اور انمین سے ایک کے حکم کے بہی خلاف کرنے کی جرات نہین ہوتی تو اس جمہوری مسئلہ کا خلاف کرنے والا بہی کیا دنیا مین کوئی پیدا ہوا ہے یا ہو سکتا ہے -

تو جواب یہ ہی کہ ایک وہ مقدس جماعت بہی عالم مین ہی جسکا علم کسبی اور محنت ومشقت مجاہدہ اور ریاضت کا ثمرہ نہین ہے اونکا معلم خود خالق عالم ہے۔

وہ ہدایت عالم کے آفتاب جنکی برقی علوم نے جہالت کے سیاہ بادلون کے اندہیرے مین کیچڑ گارا خشک وتر زمین کے نشیب وفراز کو صاف اور ظاہر کر دیا ہے جہان رات دن برابر روشن ومنور رہے جنکی بجلی کا انجن کبھی بگڑنا۔ خراب ہونا جانتا ہی نہین ہزار برس اور لاکھہ برس کا غور وفکر وتجربہ اونکی سرسری بات کو بہی غلط ثابت نہین کر سکتا۔

وہ پاک نفوس روح عالم حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین جنکے سردار سید العرب والعجم افضل الموجودات اشرف المخلوقات نبی امی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہین جنکے ارشادات خدائی فرمان جن کی شان ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہے جنکے ارشادات احکامات مرکز عقل سلیم سے نسبت مساوات رکھتے ہین نہین نہین بلکہ عقل سلیم پروانہ وار بشکل دائرہ ہر جانب سے اونپر نثار ہے۔ اگر تمام ادراکات میزان عقل مین وزن ہوتے ہین تو یہان خود عقل تولی جاتی ہے۔ وہی عقل سلیم ہے جسمین یہ پیچے اور سیدہے ادراکات سما جائین ورنہ سمجہ لینا چاہے کہ ضرور اس سمجہ ہی مین کجی ہی کیونکہ جیسے سیدہی چیز ٹیڑہی چیز مین نہین جا سکتی اسیطرح سیدہی میان مین ٹیڑہی تلوار کا سمانا بہی محال ہی۔

ہان یہ ثابت کرنا ہمارا فرض ہی کہ عقل سلیم جماعت انبیاء علیہم السلام کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے اور جب تک فلک ہدایت پر سیارات تابندہ ودرخشان نہونگے تو انسان محض مریض عقل سے ہدایت نہین پا سکتا۔

جیسے کوئی انسان کتنا ہی صحیح المزاج توانا وتندرست فرض کر لیا جائے۔ مگر بدون سواری کے تمام اطراف عالم مین خشکی تری کا سفر نہین کر سکتا۔

غرض یہ بحث تو اپنے موقع بر انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی یہان تو غرض فقط اعتقاد ہے

کہ محکمہ عدالت انہین حکما، تک محدود نہین ہے بلکہ اصلی حکومت اور ہے جسکی طرف بعد مین رجوع کرنا ہوگا اور وہی فیصلہ حق اور نافذ ہوگا۔

چونکہ اسوقت گفتگو عقلی طور سے ہے اور کسیکے کلام کو بدون عقل کی میزان مین تولنے اور وزن کرلینے کے تسلیم کرنیکو جرم سمجھا گیا، تو اسوجہ سے ہمکو ارسطو افلاطون وغیرہ تمام حکمار ہند کے اجماع اور متفق اللسان ہوکر تناسخ اور اواگون کو صحیح کہدینے سے ڈرنا نہین چاہیے۔

ہم بکمال ادب یہ عرض کرتے ہین کہ وہ کیا دلایل ہین جنسے تناسخ کی حقانیت معلوم ہو۔ جواب یہ ہے کہ اسوقت تناسخ کی حقانیت کے وہ دلایل بیان کئے جاتے ہین کہ جنکو دلایل تناسخ مین عطر کیا جائے تو بجا ہے۔ اور آجکل جو تناسخی گروہ ہے اوس نے نہایت ہی عرق ریزی سے اونکو نہایت صاف اور مصفی کرکے بیان فرمایا ہے

پہلی دلیل تو یہ ہے کہ تمام حیوانات کا موت سے ڈرنا اسکی دلیل ہے کہ ضرور پہلے وہ موت کا مزا چکھ چکے ہین جبھی تو اوس سے متنفر ہین ورنہ جب اوسکو جانتے ہی نہین تو اوس سے ڈر کیا اور کیونکر ایک ایسے لڑکے کو جسنے کبھی سانپ نہ سنا ہو نہ دیکھا ہو نہ اوسکی مضرت سے واقف ہو سانپ کے پاس بیٹھا دو وہ کبھی بھی اوس سے نہ گھبرائیگا نہ ڈریگا ہان جو شخص پہلے اوسکو دیکھ چکا ہے وہ ضرور سانپ سے ڈریگا۔

الجواب

یہ دلیل تو ایسی لچر ہے کہ عقل کے سامنے ذکر کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ چونکہ موت حیات کے مخالف ہے، اور حیات بالطبع عزیز ہے تو اسکی ضد بالطبع موجب وحشت و نفرت ہوگی یہی وجہ ہے کہ اگر کسی ایسے لڑکے سے جو موت و حیات کا مفہوم نہ جانتا ہو حیات و موت کا ذکر کیا جائے تو اوسکے نزدیک دونون برابر ہونگی۔ بلکہ اگر کسی مرغوب کھیل کا نام موت رکھدیا جائے اور نہایت مضر کام مثلاً پڑھنا جس سے لڑکے بالطبع متنفر ہوتے ہین حیات نام رکھدیا جائے یا کسی مٹھائی اور کھلونے کا نام

موت اور اوستاد کا نام حیات تجویز کر کے اون سے دریافت کیا جائے کہ صاحبزادے موت کو دوست رکھتی ہو یا حیات کو آپ خود انصاف فرمالین یا آزمالین کہ وہ ضرور موت ہی کو دوست رکھی گا چونکہ موت کی ڈراونی صورت لوگون کو مرتا دیکھنے اور سننے سے ہر سمجھدار جانتا ہے اور حیوانات کو بھی اسکا فطرۃً علم ہوتا ہے اسوجہ سے اوس سے متنفر ہین ورنہ اسکی وجہ بیان فرمائی جائے کہ بکرے بہیڑیے اور گائے بیل گہوڑے وغیرہ نے شیر کو تمام عمر نہ دیکہا ہو مگر صورت دیکھتے ہی کانپنے اور لرزنے لگتے ہین بخلاف انسان کے کہ وہ اپنے دشمن کو اسقدر جلدی اور بغیر تعلیم کے نہین جانتا۔

کیا تناسخ کے اصول پر یہ بہی تسلیم کیا جائیگا کہ ہر جانور نے پہلے جون مین ضرور بہیڑیے اور شیر وغیرہ اپنے دشمن جانورونکو دیکھا ہے جبہی تو اون سے بالطبع ڈرتے ہین۔ مگر افسوس نہین دیکھا تو انسان نے بکری اور مرغی کا بچہ تو پیدا ہوتے ہی بہیڑیے بلی چیل کو دیکھکر گہبرا جائے کہین دیکھنے لگے اور انسان کا چار برس کا لڑکا بہی جسنے سانپ نہ دیکہا نہ سنا ہو اوسکو ہاتھ مین اوٹھالے اور شکار اجل ہو جائے۔

جن امور سے عام نفرت یا رغبت ہی اوسکی علت طبیعت ہو یا شہرت یہ اسکی دلیل نہین کہ پہلے جون مین ضرور اس سے ملاقات ہی ہوئی تھی۔

تعجب کی بات ہی کہ جب اہل تناسخ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہی کہ اگر انسان پہلے جون مین کچہہ اور رہتا تو اوسکو اپنے پہلے جون کے افعال یاد کیون نہین تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ انسان محدود عقل اور حافظہ رکھتا ہی اسوجہ سے پہلے جون کی باتین یاد نہین تو کچہہ تعجب نہین آخر اس موجودہ جون کی ہی بہت سی باتین یاد نہین تو یاد نہ رہنا اسکی دلیل نہین کہ اس سے پہلے انسان کسی دوسرے قالب مین نہ تھا۔

مگر افسوس کہ اس جواب کو یہان یاد نہین رکہا جاتا انسان بیشک محدود العقل ہے اور حافظہ بھی ناقص ہی مگر یہ تو فرمایا جائے کہ جس کام کو پہلے جنم مین ایکمرتبہ کیا ہی وہ تو یاد رہے اور ایسا یاد ہو کہ حفظ نام لو۔ تو سوتے مین چونک اوٹھے اور جس کام کو

ہزار ہا مرتبہ کیا ہی نہ ایک دفعہ بھی یاد نہ رہے اسکو کون عاقل تسلیم کر سکتا ہے۔
اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ بیشمار جولون مین موت سے بیشمار مرتبہ ملاقات ہوئی ہے اسوجہ سے موت یاد ہے اور کام یاد نہین تو جواب یہ ہی کہ ہر جون مین موت کو تو ایک ہی مرتبہ دیکہا ہی اور دوسرے کام جو ہر جون مین صد ہا مرتبہ کئے ہین وہ یاد کیون نہین رہے اگر امور فطریہ ہی سے استدلال ہی تو پہر کہانا پہنا چلنا پہنا بولنا وغیرہ سبکو استدلال مین پیش کرنا چاہئے مگر یاد رہے کہ اس بنا پر یہ بہی لازم آئیگا کہ مچہلی کے بچے پیدا ہوتے ہی تیرنے لگتے ہین اور پرندے بے سکہائے اوڑتے ہین انسان اپنے افعال فطری کرتا ہی تو لازم آتا ہے کہ ہر شے ہمیشہ ایک ہی طرح کے قالب یا جون مین سیر کرتا رہا ہو ورنہ اگر کوئی آدمی مچہلی بنا ہے تو وہ پیدا ہوتے ہی کسطرح تیرنے لگا حالانکہ تمام عمر اوسکو تیرنا نہین آتا اس بنا پر تناسخ کی آدہی عمارت یہین ڈہے جاتی ہے۔ لنفس موت سے کراہت اسکی دلیل نہین ہوسکتی کہ یہ شخص پہلے ہی مرا ہے۔
تعجب ہی کہ موت سے نفرت تو اسوجہ سے ہے کہ پہلے ہزار ہا مرتبہ مرچکا ہی اور اگر دریافت کیا جائے کہ بہائی موت کے کیا تکلیف کیا صورت ہے جس سے گہبراتا ہے آخر تو نے اوسکو کیا دیکہا تہا تو جواب نفی مین ہے یہ ایسی لغو بات ہے کہ اسکے جواب مین ہمکو اپنا اور سامعین کا وقت ضایع کرکے افسوس آتا ہے مگر کیا کیا جائے۔ خدا چاہے یہ ثابت ہو جائیگا کہ تمام دلایل ایسے ہی لغو اور ضعیف ہین اگر اونکو بیان نہ کیا جائے تو اہل تناسخ کے پاس دلیل ہی کونسی ہے جسکو قوی کہکر کہا جائے۔ چونکہ یہ دلیل رگ وید آدہی بہاشیہ بہومکا صفحہ ۱۳۲ پر مذکور ہے اسوجہ سے اسکا ذکر کرنا لازم ہوا۔
اب ہم معاوضہ بالقلب دیکہاتے ہین۔ اگر موت کے عالمگیر خوف کو تسلیم ہی کرین تو ابطال تناسخ کی دلیل ہے کیونکہ موت کا عالمگیر خوف ہونا ہی اسبات کی دلیل ہے کہ موت ہر متنفس کو ایک ہی مرتبہ آنیوالی ہے

اسکی صورت اور ہیئت سے ہر جاندار واقف ہے اسیوجہ سے ڈرتا ہے۔ اگر ہر جاندار بے شمار مرتبہ مرا ہوتا تو پھر موت سے ڈر ہی کیا تھا کتنی ہی سخت سے سخت۔ بلا کیون نہو جب کثرت سے آدمی اوسے دیکھتا سنتا ملتا ہے تو اوسکی دہشت نہین ہوتی جو اول مرتبہ کی ملاقات سے ہوتی ہے اسکی بیشمار مثالین عالم مین شب و روز پیش آتی ہین طاعون کی جو اول اول دہشت تہی وہ اب نہین ہیضہ مین بہی آدمی ہلاک ہوتا ہے۔ مگر جو طاعون سے خوف ہے ہیضہ کا نہین۔ جو شخص اول اول حاکم کے دربار مین جاتا ہے ہوش و حواس بجا نہین رہتے مگر پہر کو حاکم سے رات دن بات چیت کرتا ہے۔ پرواہ ہی نہین رہتی تو موت کا عالمگیر خوف ہی تہلا رہا ہی کہ موت کی ہیبت سن سن کر با فطرۃ خلاف جبلۃ جانکر جاندارونکی روح فنا ہو رہی ہے ورنہ جس سے غیر متناہی جون مین سابقہ پڑا ہو اور غیر متناہی مراتب سابقہ پڑیگا اوس سے کیا خوف ہے اوسکی تو عادت ہی ہوگئی ہے امور عادیہ سے اسقدر تنفر اور خوف ہونا عادۃً محال ہے۔

بلکہ تناسخ کی صورت مین چونکہ اکثر شریر اور ناپاک نفسون کو موت کی وجہ سے اس ناپاک جون سے پہلے بیشمار مرتبہ نجات حاصل ہوگی تو ہر جاندار موت کا جیاتا سے زیادہ مشتاق اور کسی مصیبت زدہ کو قتل کر ڈالنا اور اس عذابی جون سے اوسکو چہوڑنا ایک قیدی کے آزاد کرنے سے ہزار ہا مرتبہ بہتر اور محمود ہونا بلکہ یہ کہنا ہی بیجا نہ ہوگا کہ دنیا مین کثرت سے بدکار اور بڑے ہی لوگ ہین جنکو خراب ہی جونون مین تکالیف اوٹہانی پڑتی ہے اونکو کو اسکا خوف نہو کہ اگلے جون مین اس جون کے کرمون کی سزا بہگتنی پڑیگی مگر پہلے سزا تو ختم ہوجائیگی اب نہ معلوم کونسی جون ملے اور کیا حالت ہو اور نہین تو کم سے کم جون چہوڑنیسے پیدا ہونے تک کا زمانہ تو آرام سے گذریگا اور اگر تکلیف بہی ہوگی تو چونکہ زمانہ ادراک و شعور کا نہین وہ تکلیف اور عدم تکلیف دونون یکسان ہین اور جو لوگ اچہے کرم والے ہین اونکو مسرت سے کروڑون برسون تک مکتی نصیب

اونکو موت کیوقت سے جو راحتین ملی ہین کیا وہ سب بہول گئے تو اس بنا پر تمام جاندار موت کے بہی مشتاق ہونے چاہیئے تہی۔ اگر موت کے مشتاق نہوتے تو کم از کم خوف تو نہوتا یہ خوف ہی بتلا رہا ہے کہ ابہی تک کسی جاندار نے موت کا مزا نہین چکہا مگر چونکہ زندگی کے لطف سے واقف ہین اور موت کی وجہ سے زندگی کا زوال یقینی ہے اسوجہ سے تمام جاندار موت سے خایف ہین کہ دیکہئے وہ کیا بلا ہے دنیا کی تمام مصائب کا حال معلوم ہے مگر حال معلوم نہین تو موت کا اور یہ کہ موت کے بعد کیا ہوگا اس بنا پر موت سے جسقدر بہی خوف و ہراس ہو بجا ہے اور یہ اگر دلیل ہو سکتا ہی تو ایسی کہ موت سے ابہی تک کبہی ملاقات نہین ہوئی نکہ اولٹی بات کہ خوف کو تناسخ کی دلیل بنائی جاتی ہے۔

ایسا مسئلہ جو اصول مذہب مین داخل ہی کیا وہ ایسی خیالی اور وہمی باتون سے ثابت ہو سکتا ہے۔ ناظرین اس دلیل اور جواب کے بعد خود فیصلہ فرمالین۔ اب دوسری دلیل ثبوت تناسخ کی ملاحظہ ہو۔

تناسخ کی دوسری دلیل مدعیان تناسخ یہ فرماتے ہین کہ ہم نے تمام عالم کے اجزا کو بغور دیکہا تو سب مین آواگون اور تناسخ ہی پایا دہوپ کی تپش سے بخارات اوڑتے ہین پانی جاتا رہا طبقہ زمہریر مین پہونچکر سردی سے پانی بنا اور مینہ ہوکر برسنے لگا۔ اناج غلہ میوہ وغیرہ انسان کہاتا ہی وہ نجاست ہوکر کہاد ہو جاتا ہی پہر کہیت مین ڈالا جاتا ہے درختون کے اندر سے گذر کر پہر وہی اناج میوہ ہو جاتا ہے۔ درخت سے پہل پیدا ہوتا ہے اوسکے تخم کو پہر زمین مین ڈالدیتے ہین پہر وہی درخت بار آور ہو جاتا ہے اور وہی آسمان چکر کہا رہا ہے وہی آفتاب ماہتاب اوٹ لوٹ کر آتے جاتے ہین وہی ہوائین ادہر ادہر کی اطراف کی اسطرح گہوم گہوم کر درختون کو ہلاتی ہین خاک اوڑاتی ہین۔ تمام دریاؤن کا پانی سمندر مین جاتا ہے وہی بخار بنکر ایکدن برسنے لگتا ہے یہی ادل بدل ہے۔ غرض جس چیز کو دیکہئے کوئی فنا نہین ہوتی ایک صورت کو چہوڑکر دوسری

صورت بدلتی ہے۔ بدیہیات کو دیکھکر نظریات کا علم ہوتا ہے چاند کی روشنی اور اُسمین کمی زیادتی چاند اور سورج کی وضع کے بدلنے سے ہوتی ہے اس سے یقین ہوگیا کہ بیشک چاند مین نور آفتاب ہی سے آتا ہے تو کیا اسقدر دلایل ہمکو اسطرف لیجانے پر مجبور نہین کرتے کہ انسان بھی فنا نہین ہوتا ہے یہی آواگون "تناسخ" اسمین یہی ہے زید کا عمرو عمرو کا زید وغیرہ انسان کے درخت درخت کے انسان انسان کے حیوانات اور حیوانات کے انسان وغیرہ وغیرہ بنتے رہتے ہین ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

الجواب

یہ دوسری دلیل تناسخ کی پہلی سے بہت زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ناظرین انشاء اللہ تعالے تھوڑی دیر مین تعجب فرمائینگے کہ پہلی دلیل کو تناسخ سے کچھ لگاؤ تو تھا اسکو تو تناسخ سے کچھ تعلق ہی نہین ہمکو اسمین حیرت ہے کہ اس ہی دلیل کو کس قاعدہ قانون مین داخل کیا جائے نہ اسکا صغریٰ صحیح ہے نہ کبریٰ نہ اسکا کوئی مقدمہ قطعی اور یقینی ہے آج تو ہم قطعیات سے گفتگو کر رہے ہین آج تو قصہ کہانی مثالین سنانیکا دن نہین ہے۔

اس بیان کا حاصل تو ایک مثال ہی یا یون کہو کہ استقرار اور وہ بھی ناقص کیا آپنے تمام اجزاے عالم کو فرداً فرداً دیکھہ لیا ہے جو تمام اجزائے عالم پر یہ حکم لگایا ہی کیا معلوم ہے کہ عالم کے اجزا کسقدر ہین اور اونکی پیدایش کے کیا کیا طریقے ہین پہلے کوئی دلیل عقلی ایسی بیان کرنی چاہئے جس سے یہ ثابت ہو کہ پانی بادل ہوا درخت جملہ نباتات اور افراد انسانی کی پیدایش اگر سبکا ایک ہی طریقہ ہے پھر ایک شے مین ہی تناسخ ثابت ہو جائے تو البتہ سب مین تناسخ ثابت ہو جائے۔ ورنہ ایک کا حکم دوسرے پر کس قاعدہ سے جاری کیا جاتا ہے۔

جب ہم بدایتہ دیکھتے ہین کہ اکثر اشیاء اپنی طرز پیدایش مین ایک دوسری کی

جدا اگانہ ہین تو انسان کو بھی دوسرون پر قیاس کرنا کس شکل کا نتیجہ ہے مگر ہم جانتے ہین کہ ناظرین کی فقط اسقدر کہدینے سے تسلی ہوگی بلکہ اسکو دفع الوقتی خیال فرماکر اہل تناسخ کی جانب سے دلیل کی یون تقریر فرماینگے کہ مطلب یہ ہی کہ عالم سفلی جسکا تکون عناصر اربعہ سے ہے جب اوسکے اکثر افراد مین تناسخ ہے تو انسان کو اس سے الگ رکہنا کس دلیل کا مقتضی ہے ظاہر خیال اسیکا شاہد ہی کہ وہ بہی مثل اپنے دوسرے بہائیون کے اواگون ہی کے چکر مین ہے۔

لہذا عرض ہی کہ لبغور ملاحظہ فرمایا جائے کہ انسان مین دو جز تہے ایک تو روح دوسرا مادہ مختلف انسانون کے مختلف اجسام ہوستے تو مسلم تہے گفتگو اسمین تھی کہ ان مختلف انسانون مین ارواح بہی مختلف اور نئی نئی آتی ہین یا چند روحین متعین ہین وہی مختلف قالبون مین گردش کرتی ہین اور ایک متعین روح کو غیر متناہی قالب اوسکے اعمال کے موافق ملتے ہین۔

اور یہ بات بہی مسلم ہی کہ جملہ حیوانات معدنیات نباتات اربعہ عناصر سے بنے ہین جنکو خداوند عالم نے ایک مرتبہ پیدا فرمادیا ہے۔ یہ نہین کہ ہر انسان کیواسطے نئی آگ ہوا مٹی پانی بنائی جاتی ہے اور اوس سے اوسکا قالب بنایا جاتا ہے۔

دلیل مذکور سے بعد تسلیم یہ ثابت ہوتا ہے کہ پانی بہی وہی ہے ہوا آگ مٹی بہی وہی ہے آسمان آفتاب ماہتاب وہی متعین اشیا ہین جنکو گردش ہو رہی ہے حیوانات نباتات کیلئے جو غذائین مقرر ہین اون مین کون فساد ہوتا رہتا ہی۔ اناج ترکاریان میوہ جات وغیرہ انسان نے کہائے کچھ ثقل ہوکر خارج ہوا کچھ جزو بدن ہوگیا۔ وہ ثقل بہی مٹی ہوگیا انسان بہی مرکر مٹی مین ملگیا پہر یہ اجزا دوسرے جزو نکی اجزا بنگئی تو قابل گذارش یہ ہی کہ اسمین کسکو اختلاف تہا اور کون کہتا تہا کہ ہر انسان یا حیوان وغیرہ کے نئے نئے مواد ہوتے ہین۔ لہذا مستدل کی غرض یہ ہوئی کہ جیسے مادہ حیوانات نباتات کا جدید نہین ہی اوسی مادہ مین لوٹ پہیر ہوتا ہے روح بہی حیوانات نباتات کی نئی نہین وہی پرانی روح مادہ کی طرح لوٹ کر آتی جاتی تہے۔ اب یہ بیان فرمایئگا

کہ روح و مادہ مین کونسا اتحاد ہے کہ اگر مادہ مین لوٹ پھیر انقلاب تسلیم کرلیا جاوے تو روح بھی ایک ہی ہو جو لوٹ کر آتی جاتی ہے مقصود یہ تھا کہ ایک روح بار بار آتی جاتی ہے اور دلیل اسکی یہ کہ مادہ مین اواگون ہے تو اِس بناء پر روح مین بھی اواگون ہے یہ کس دلیل کا نتیجہ ہے توضیح کی غرض سے مثال عرض ہے متعدد انجن چل رہے ہین اور جب وہ انجن ٹوٹ جاتے ہین تو اونہین انجنونکے لوہے کو دوبارہ سہ بارہ گلاکر پھر انجن بنائے جاتے ہین۔

یہ بات تو مشاہد اور محسوس ہی کہ جب ایک انجن ٹوٹتا ہی تو اوسیکے لوہے کا دوسرا انجن بنایا جاتا ہی مگر اختلاف اسمین ہو رہا ہی کہ جس ڈرایور نے اس انجن کو پہلی مرتبہ چلایا تھا وہی ڈرایور روک لیا گیا تھا اور انجن درست ہونیکے بعد وہ پہلا ہی ڈرایور اوسکو چلاتا ہے۔ یا ہر دفعہ انجن ٹوٹ جانے بعد وہ ڈرایور موقوف ہوجاتا ہے۔ پھر وہ اس جدید انجن کو نہین چلاسکتا جدید انجن کے لئے ڈرایور بھی جدید ہی ہوتا ہے۔

ایک شخص مدعی ہی کہ نہین وہ پہلا ہی ڈرایور پھر انجن جدید کو چلاتا ہی۔ ڈرایور ایک ہی ہے جو یکے بعد دیگرے مختلف انجنون کو چلاتا ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ دیکھو وہی لوہا ہی وہی لکڑی ہے جو پہلے جلتی تھی وہ راکھ ہوگئی پھر زمین مین ڈالدی گئی اوسکی قوت درختون مین گئی اونکی لکڑی پھر جلی پھر راکھ ہوئی پھر درختون مین پڑی علیٰ ہذا القیاس اوسی سمندر کا پانی ہے بلکہ وہی پانی ہے جو بھاپ ہوکر اوڑگیا تھا طبیعتہ سمندر مین جاکر پانی ہوکر برسا پھر بھاپ ہوا پھر پانی علیٰ ہذا القیاس تو جب لوہا پانی لکڑی آگ وہی ہوسے تو ڈرایور بھی وہی کیون نہ ہوگا۔ اہل انصاف خیال فرمالین کہ دعوے اور دلیل کو کیا تعلق ہے جہان مادہ کی قدامت کو ثابت کیا جاوے۔ وہان یہ دلیل بظاہر کچھہ مفید ہوسکتی ہے۔ تناسخ سے تو اسکو کچھہ تعلق ہی نہین۔

اور اگر دل نہین مانتا بلکہ اسکو تناسخ ہی کے اثبات کی دلیل بنایا جاتا ہی

تو. ہمزہے ذرا گوش وہوش سے متوجہ ہون جب اہل تناسخ کے نزدیک روح دوسرے اجسام بلکہ حیوانات ونباتات اور بعضون کے نزدیک افلاک وکواکب مین بھی سیر کرتی ہے توکیا دلیل ہی کہ عناصر اربعہ مین روح نہ آتی ہو تواب اسسے اثبات تناسخ کیا مصادرۃ علی المطلوب ہوگا۔ اہنین کے اندر تناسخ ثابت کرنا منظور تہا اور اہنین کو دلیل مین پیش کیا اگر دعوے خود دعوی ہی سے ثابت ہوجایا کرے تو پہر دلیل کی حاجت ہی کیا اور تمام دنیا کے کل دعاوی ثابت ہوجائینگے۔

عناصر اربعہ مین کون وفساد مسلم مگر دعوی سے کیا تعلق آناج غلہ میوہ جات درختون کے تخم سے جو درخت اوگتے ہین اون مین کون ثابت کرسکتاہے کہ وہی ارواح جو پہلے درختون مین تہین بعد سکے درختون مین بہی وہی عود کرآئی ہین۔ اور آفتاب ماہتاب کے بار بار لوٹنے سے اور تناسخ سے کیا تعلق اگر یہی اثبات تناسخ ہی تو ہر کان کے اندر سے باہر اور باہر سے اندر دو چار مرتبہ آگئے اور تناسخ ثابت ہوگیا۔

اس دوسری دلیل پر ایک لطیف بحث ہی جس سے اہل فہم خدا چاہی بہت خوش ہونگے اور یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوجائیگی کہ دلیل کو دعوے سے کچھ تعلق نہین اور وہ یہ ہی۔

کہ تناسخ کا اصل یہ تہا کہ ایک خاص روح مین مختلف قالبون مین جاتی ہے نہین کہ روح ہی مین تغیر آجائے کبہی تو روح روح ہے کبہی روح روح ہی نہ رہی کبہہ اور بن جائے تو اس بنا پر دلیل یون بیان کرنی چاہیے ہتی کہ ایک خاص پانیکو کبہی گلاس مین لیتے ہین اور وہی کبہی لوٹے مین ہوتاہے پہر گاہے مٹی کا اور گاہے تانبے پیتل کانسی کا کبہی مشک مین کبہی منہ مین کبہی پیٹ مین پہر جگر رگون اعضا مین مثانہ سے ہوکر قارورہ مین پہر گنگا نہر راجباہی مین دیکہو ایک ہی پانی ہے اور قالب مختلف ایسے ہی ایک لکڑی کبہی سر پر بہی کاندہے پر گاہے وہتنا ہاتھ مین گاہے پائین مینا غرض ہر شئے مختلف جگہون اور مکانون مین جاتی ہے

تو کیا وجہ کہ روح مختلف قالبون اور جگہون مین نہ جائے دلیل آسان بھی تھی اور صاف اور شواہد بھی بہت ہین اور مثل اور مثل لہ مطابق رہتی مگر بیان یہ ہوا کہ پانی ہوا بن گیا۔ بیشک مگر یہ تو فرمائیے کہ وہ اسوقت وہ ہوا ہی یا پانی ہوا پانی ہوگئی لیکن اُسوقت ہوا ہی یا پانی لکڑی راکھہ بن گئی تو اسوقت لکڑی ہے یہ راکھہ تخم درخت ہوگیا۔ مگر اسوقت وہ تخم ہے یا درخت غرض ایک شی اپنی ایک صورة نوعیہ چھوڑکر دوسری صورة نوعیہ اختیار کررہی ہو تو اس بنا پر روح ہی کبھی غیر روح تو اس صورة مین غریب روح کا قالب بدلنا لازم نہین آتا بلکہ اوسکی ذات ہی کا بدلنا لازم آتا ہی جس سے روح روح ہی باقی نہ رہے کیا تناسخ کا یہی مطلب تھا۔

کیا زید عمرو بکر ہاتھی گھوڑا بندر گتا آم امرود مین روح کا قالب بدلتا ہے اور روح روح ہی رہتی ہی یا روح کی صورت نوعیہ ایک صورة نوعیہ کو چھوڑکر دوسری صورت نوعیہ قبول کرکے ایک دوسری ہی زدی بنجاتی ہے کیا روح بھی مثل اجسام عنصری دمو الید ثلاثہ حیوانات نباتات جمادات کی حرکت ہے یہ تو روح کو تناسخ ہنوا بلکہ روح کو مسخ کرکے کچھ اور بنا دیا اگر روح اور ان اجسام مین حالات کے اعتبار سے اتحاد لازم ہی کہ جو ایک کا حال ہو وہ دوسرے کا بھی ہو تو روح کی روح ہی نکل گئی اور اگر روح مجرد ہے اور یہ اجسام مادی ہین اور انکے احکام آپس مین مختلف ہین تو پھر پانی کی ہوا ہوا کے پانی ہونیسے تناسخ کو کیا تعلق یہ ہی خلاصہ تناسخ کی دلیل دوم کا ہی جس نے تناسخ کو مسخ کرکے نہ معلوم کیا بنا دیا۔

پانی ہوا ہوتا ہی پھر ہوا پانی آہی پر قیاس کرکے سونے کو لوہا اور لوہے کو موتی تو بنا دیجئے کیا اصول مذاہب عقلی طور پر ایسے ہی دلایل سے ثابت ہوتی ہین پس کیا یہی دلایل ہین جو انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ مین پیش کیے جاینگے کیا یہی دلایل وحی کا مقابلہ کرسکین گے اسکے بعد ہم تیسری دلیل کیطرف متوجہ ہوتے ہین جو اہل تناسخ کے پاس بڑی قوی دلیل ہے و ہو ہذا۔

خداوند عالم جمیع صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہی اور نقصان کا شایبہ بھی نہین وہ جہان علیم و سمیع - بصیر - محی - ممیت - قدیر ہی اوسکی ایک صفت عدل بہی ہی وہ کسی پر ظلم نہین کرتا اوسکو تمام مخلوقات سے یکسان برابر تعلق ہے اوسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین وہ تمام مخلوقات کا مالک ہی۔

ان خدائی صفات کو پیش نظر رکہتے ہوئے ایک عاقل کو بڑی حیرت ہوگی کہ ایسا رحیم و کریم عادل و منصف جسکی شفقت و عدل ماں باپ سے بہی انتہا درجہ بڑہی ہوئی ہو اوس نے اپنی پیارے اور عزیز مخلوق پر یہ ظلم و ستم کیسے روا رکہا کوئی امیر ہے کوئی غریب کوئی تندرست کوئی بیمار کوئی خوبصورت کوئی بدصورت وغیرہ وغیرہ خدائے برتر سے یہ بات عقلاً محال ہی کہ ظلم و تعدی بلا وجہ بے قصور مخلوقات پر جائز رکہی غرض مخلوقات مین اسقدر اختلاف جو مشاہدہ ہی اگر تناسخ نہ مانا جائے اور پہلی جونکے کرمون کا بدلہ نہ کہا جائے تو پرمیشور کیطرف ظلم کی نسبت لازم آتی ہی جو محال ہی اور اگر یون کہا جائے کہ ان تکالیف سے پہلی جو اس جون مین برے افعال کئے ہین انکی سزا ہی تو یہ بات بعض افعال مین اگر صحیح بہی ہو جائے تو کچھ نتیجہ خیز مضمون نہین کیونکہ بعض تکالیف وہ ہوتی ہین جو انسانکی بن شعور ہونے سے پہلے ہوتی ہین۔ انکو کس فعل کا بدلہ کہا جائیگا بلکہ پیدا ہوتے ہی بلکہ اوس سے بہی قبل جو تکالیف ہوتی ہین انکو کس فعل کا بدلہ کہا جائے گا ہان تناسخ اور آواگون کی صورت مین یہ کہہ سکتے ہین کہ اس جون سے پہلے جون اور جنم مین جو برے کام کئے تھے اسی جون مین اوسکا بدلہ ملتا ہی اور یہ کہنا کہ انسان جو آیندہ کو برے فعل کریگا اوسکی بزا و سزا خداوند عالم نے پہلے ہی دیدی یہ بات ایسی غیر معقول ہی کہ کوئی عاقل بھی تجویز نہین کرسکتا۔

غرض مخلوقات کا یہ اختلاف باآواز بلند کہہ رہا ہی کہ انسان اس جون سے پہلے بھی کسی جون مین تھا جسکے بدلہ مین اب راحت یا آرام وغیرہ پاتا ہی اور یہ سلسلہ لازمی تھا یہ غیر متناہی ہی نہ اسکی ابتدا ہی نہ انتہا۔

اور چونکہ خداوند عالم نہایت ہی منصف ہی اسوجہ سے اس روح کو اوس کے افعال ہی کے موافق قالب اور دکھہ سکھہ ملتا ہی کوئی روح کوئی قالب بدون افعال کے نہین پاسکتی اور جب انسان اچہے ہی اچہے افعال کرتا ہی تو پھر ایک زمانہ تک اسکی روح مکتی پاکر قالب اور مادہ کی قید سے آزاد ہولی ہی جسکی مقدار ستیارتھ پرکاش مین کروڑون کیا اربون سے بہت زاید بتائی گئی ہی اسکے بعد پھر وہ جون مین آتی ہے اور کرمون کی موافق پھر جون ملتا ہی اسیطرح برابر ہوتا رہا ہی اور ہوتا رہیگا یہ دلیل نہایت قوی اور زبردست ہی اور اہل تناسخ کے لئے مایہ ناز ہی مگر جواب کے بعد خدا چاہے یہ معلوم ہوجائے گا کہ اس دلیل کے مقدمات مدعی سے بالکل بے تعلق ہی نہین بلکہ ابد الاباد تلک تناسخ کو دنیا سے رخصت ہی کردیا ناظرین بغور ملاحظہ فرمائین۔

الجواب

خلاصہ دلیل یہ ہی کہ انسان کے اختلاف اور خداوند عالم کے عدل نے اسپر مجبور کیا ہی کہ تناسخ تسلیم کیا جائے اگر خداوند عالم عادل بھی رہی اور یہ اختلاف بھی جو نکالتوان دنیا کو رنگارنگ بنا سے رہی یہ پیچیدہ ٹھیک بیٹھ جائے اور ترجیح بلا مرجح لازم نہ آئے تو پھر تناسخ ثابت نہین ہوسکتا اس اجتماع ضدین ہی کے رفع کرنے کی غرض سے تناسخ کی خوشامدین کی ہین کہ بھائی تو ہی کسیطرح اس عقدہ کو حل فرما آدمی کی روح چاہی سئور۔ کتے۔ گدھے۔ بیل۔ درخت۔ پتھر کے جنم مین چلی جائے مگر خداوند عالم تو ظالم نہ کہلایا جائے۔

سو اول تو خدا چاہے ہم یہ ثابت کرینگے کہ خداوند عالم حکیم عادل اور رحیم و کریم بھی ہی اور یہ اختلاف بھی بغیر تناسخ کے ہوسکتا ہی تو پھر خدا کا عدل و رحم اور عالم کا اختلاف تناسخ کی دلیل نہین ہوسکتا دوسرے یہ کہ اگر تناسخ کو تسلیم بھی کرلین تب بھی یہ الزام ظلم کا رفع نہین ہوسکتا تو پھر تناسخ کے ماننے سے کیا حاصل۔

تیسرے منطقی طور سے یہ دیکھا جائیگا کہ تناسخ کی صورت مین خداوند عالم عادل

الکریم قادر ہی نہین بلکہ خدا بھی نہین رہ سکتا تو جس ضرورت نے تناسخ کا راستہ

دیکھایا تھا اوسی نے آگے چلکر تناسخ ہی کو سد راہ ثابت کر دیا۔

چوتھے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی بیان کیا جائیگا کہ قطع نظر تمام مفاسد کے تناسخ عقلاً محال ہی تناسخ کی جو صورت حکماء ہند نے تجویز فرمائی ہے وہ ایسی محال ہے جیسے آگ پانی کا جمع ہونا یا رات اور دن کا اکٹھا ہونا والله تعالیٰ ہو المستعان

حاصل یہ ہی کہ اگر تناسخ نہو اور ہر انسان کو اول ہی مرتبہ قالب ملا ہو تو پھر عدل اور حکمت اور کرم و رحمت خداوندی اسکو مقتضی نہین کہ سب ایک ہی طرح پر ہوتے یہ اختلاف نہوتا۔ یہ اختلاف تناسخ اور آواگون کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ غور سے یہ امر معلوم ہوتا ہی کہ عدل اور حکمت ہی اسکو مقتضی ہین کہ عالم مین اختلاف ضرور ہوتا کیونکہ کسی مرکب کے اجزاء ایک حیثیت کے نہین ہو سکتے بالخصوص جب مرکب سے مختلف اغراض مقصود اور ہر جزو سے علیحدہ نفع مطلوب ہو اوس کے اجزاء ایک ہی طرح کے ہون تو اون سے مختلف منافع کیسے حاصل ہو سکتے ہین۔

اور مرکبات کو جانے دیجئے فقط انسان ہی کو ملاحظہ فرمایئے کہ اس کے اجزاء مین کسقدر اختلاف ہی اگر اجزاء مین یہ اختلاف نہ ہوتا تو انسان سے مختلف افعال حرکات و سکنات کیسے ظاہر ہوتے اگر انسان مین فقط ایک سر ہی سر گول کروی شکل کا ہوتا تو بجز اسکے کہ گیند کیطرح لڑھکتا پھرتا اور کیا حاصل ہوتا۔

نظام سلطنت مین وزیر گورنر جج کمشنر وغیرہ حکام بالا دست اور ایکطرف فوجی سپاہی جنکا کام محنت و مشقت کیساتھ سر کٹوانا بھی ہی آیا اسکو کوئی شخص ظلم اور ترجیح بلا مرجح کہہ سکتا ہی ایک ادنےٰ کارخانہ بھی بے حاکم و محکوم و ادنےٰ و اعلیٰ کے نہین چل سکتا جسکے لئے اختلاف ضرور ہے پھر عالم کا اسقدر بڑا اگدام بے اختلاف کے کیسے چل سکتا ہی جس اختلاف کو عالم کی ذات مقتضی ہو اور حکمت اوسکے خلاف کی اجازت ندے اوسکو خلاف عدل اور ظلم کہنا اگر ظلم نہیں

تو کیا ہی آیا مقتضائے حکمت بھی ظلم ہوتا ہی اور اگر حکمت ہی ظلم کو مقتضی ہے تو پھر وہ عین عدل ہی اگر پر میشور اور خدا دنیا کا مالک ہی اور پورا قادر اور مختار و حکیم ہے تو جیسے ایک صاحب مکان اور نہایت قابل انجنیر پر یہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ اوس نے ترجیح بلا مرجح اور ظلم کیا کہ ایک جگہ گوشہ نشین بنایا اور دوسرے کو اصطبل اور نجاست و بول و براز کا محل بلکہ یہ اوسکی نہایت دانش اور حکمت کی دلیل ہی اور اوسکی احتیاج اور غفلت پر مبنی نہین بلکہ مکان کی ذاتیات اور اوسکی مقتضیات ہی کا یہ منشا تھا کہ اوسمین جہان ایک کمرہ نہایت آراستہ اور فرشش و فروشس و زینت کا جلوہ گر ہوا اسیطرح اسکے برخلاف دوسری جگہ بھی ہو جہان گھوڑے گدھے بندھین اور پیشاب و پاخانہ ڈالا جائے مکان مین مختلف وضع قطع کے کمرے اور مختلف حوائج پر مشتمل ہونا مکان کے کمال اور مکین کی دانش اور مستری کی عقل و حکمت کی دلیل ہی یہ اختلاف مکین و مستری کا ظلم نہین بلکہ مکان کی حالت پر عین عدل ہی گو پاخانہ کی فی حد ذاتہ ضرور ذلت اور بیٹھک نشین کی عزت ہی مگر مجموعہ من حیثیت المجموعہ کے لحاظ سے عین کمال ہی نقصان کا نام نہین۔

تو بیشک خدائے برتر کا عالم کو اس نظام کیساتھ پیدا کرنا کوئی خوبصورت ہو کوئی بدصورت کوئی امیر کوئی غریب کوئی رنج مین کوئی راحت مین وغیرہ وغیرہ اختلافات جو مشاہدہ مین یہ عالم کے لئے عین کمال اور بالکل انصاف ہی۔ بلکہ اگر ایسا ہوتا تو بیشک عالم مین نقصان ہوتا اور دنیا پر ظلم ہوتا آپنے یہ دیکھ لیا کہ ایک شخص کی آنکھ جاتی رہی تو وہ کانا ہو گیا اوسمین نقصان ہوا اوسپر ظلم ہوا مگر یہ خیال نفرمایا کہ اگر دنیا مین سب آنکھ والے ہوتے تو مجموعہ عالم کانا ہو جاتا اگر دنیا مین لنگڑے لولے غریب اپاہج محتاج مسکین حاجتمند ستم رسیدہ فاقہ کش نہوتے تو عالم ہی کو لنگڑا لولا۔ غریب اپاہج مسکین حاجتمند ستم رسیدہ فاقہ کش کہنا پڑتا۔

کیا مکان مین اصطبل خدام کی نشست گاہ پیشاب و پائخانہ کی جگہ نہونے سے مکان کو کانا لنگڑا محتاج بے دست و پا غیر مکمل نہ کہا جائے گا۔

غلطی کا منشاء یہ ہی کہ جزو کل کی حقیقت کا لحاظ نہین کیا گیا یا ایک جزو پہ دوسرے جزو کا حکم جاری کر دیا جاتا ہی یا تنہا اور منفرد اور اکیلے پہ حکم مجموعہ پہ لگا دیا جاتا ہی یہ وجوہ ہین جنکی تہمت سے جاری اور فیصلہ دینے مین حاکم غلطی کرتا ہے روئیداد مقدمہ اگر کامل پیش نظر ہو تو خدا چاہے غلطی نہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ گھڑی مین یا کسی گودام مین کسی کل کے مختلف اجزا ہوتے ہین کسی چکر مین ہزار دندانہ ہوتے ہین کسی مین پانسو کسی کل مین سو چکر اور پرزے بنے ہوتے ہین تو کسی مین زیادہ کہین کم کہیں کسی غرض کی وجہ سے کسی پرزے کو زیادہ کرنا پڑتا ہی تو کہین کسیکی وجہ سے گھٹانیکی بھی ضرورت ہوتی ہے

تو اب اگر کوئی شخص پانسو دندانہ والے پرزے کو ناقص یا کم پرزے والی مشین کو ردی اور بیکار کہنے لگے تو وجہ یہ ہی کہ اوس نے ایک کا حکم دوسریکو دیدیا یہ نہ سمجھا کہ اس پرزے کا کمال ہی یہ ہی کہ پانسو دندانہ ہون ہزار کیا ایک بھی دندانہ زیادہ ہو جائے تو بالکل ردی اور بیکار ہو جائے دیکھنے والی نے مہل اور کامل ہزار ہزار دندانے والے کو خیال کرکے پانسو دندانے والی کو ناقص کہدیا اور یہ خیال نہ فرمایا کہ وہ اپنی جگہ کامل ہی یہ اپنی جگہ پر پرزا۔ دوسرے کی جگہہ ناقص تھا اور اپنی جگہہ کامل بنانے والے نے ترجیح بلا مرجح نہین کی ایک پرزے اور مشین پر ظلم نہین کیا بلکہ اس اختلاف کو دور کرنا ہی ظلم ہوتا اور تمام مشین بلکہ پورے گودام کو بیکار کردینا تھا۔ ایک محبوب کے چہرہ پر خال اور سر پر سیاہ بال فی نفسہ اگر الگ کر لئے جائین تو کسقدر قابل نفرت ہین لیکن اگر وہ چہرہ پر اور یہ سر پر نہون تو حسن مین نقصان آجاتا ہی جو شخص مکان کے ایک ہی رُخ کو دیکھتا ہی ممکن ہی کہ بعض بعض وضع قطع کو بحیثیت انفرادی نفرت اور نقصان کی نظر سے دیکھے مگر جب پورے مکان کا نقشہ

پیشِ نظر ہو تو وہی نقصان عین کمال نظر آنے لگتا ہو بلکہ جسکو نقصان کہہ رہا تھا اوسکے نہونے کو اب نقصان سے تعبیر کرتا ہی۔

کاش اگر تمام عالم کا نقشہ بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہو جاتا اور مجموعہ عالم کو شخص واحد کی طرح ہم دیکھ سکتے تو جو زخمی بدصورت غریب مسکین محتاج امراض اور مصیبت مین آہ و وائے ویلا کرکے پتھر دل کا جگر پانی کر رہے ہین جس مصیبتون کو برداشت کرنا تو درکنار دیکھنا اور سننا بھی نہین جاتا وہ بحیثیت مجموعی محبوب کے خال اور سبزہ کے بال کی طرح زیب دہ عالم نظر آئے اور اونکے نہونے کو عالم کا باعث نقصان جانیے۔

کسی باجے کی لفظ باریک آواز یا فقط موٹی آواز جو گدھے کی آواز سی بھی بدتر معلوم ہوتی ہی جب وہ دونون ملجاتے ہین تو بڑے حکما کو مدہوش اور صوفیونکو رقص مین مبتلا کرتی ہی بلکہ اگر غور کیجئے تو اونہین دو بے نما آوازون کے سوا تمام دنیا کے باجونکی اندر اور کچھ بھی نہین ایک بُرا بھلا ملکر دونون اچھے ہو جاتی ہین اور جو دوا لگ الگ ردّی اور بیکار قابل نفرت ہوتے ہین وہ ملکر ایسے عزیز ہو جاتے ہین کہ انکو عزیز از جان کہا جاتا ہے۔

عیش و آرام والونکی خوشیون کے نعرے اور مصیبت زدونکی ضعیف اور دل ہلانے والی آوازین اگر تمام کا مجموعہ سننے مین آسکے تو دنیا کے باجونکا اوسکے سامنے تار تار علیحدہ ہو جائے علی ہذا دیگر اختلافات کو بھی اسپر قیاس کر لیجئے۔

تو پھر کبھی نکہا جائے کہ یہ اختلاف ظلم اور خلاف حکمت ہی اور پہلے کرمونکا بدلہ ہنین ہنین بلکہ یہی عین حکمت اور عدل ہی اور عالم کے لئے عین کمال اگر ہر انسانکو ایک ہی دفعہ دنیا مین آنا نصیب ہوا ہو اور جو ایک دفعہ گیا پھر کبھی واپس نہ آسکے نہ کبھی پہلے اوس نے دنیا کو دیکھا تھا مگر پھر بھی یہ اختلاف فقط اسیوجہ سے کہنا پڑیگا کہ عالم کا حسن اور ہر ہر شخص کی حالت اور صورت شخصیہ ہے اسکو مقتضی ہی جس حالت مین وہ ہی اگر سبکو یکسان کہا جاتا یا غریب کو امیر امیر کو غریب وغیرہ وغیرہ

تو یہ پرزی اپنی اپنی جگھ پر درست ہوکر کبھی بیٹھ ہی نہین سکتے تھے اور عالم کی گھڑیکا چلنا ورکنا رگھڑی گھڑی شمار کرتے ہوئے اس عین عدل اور عین حکمت کے نظام کو ظلم سے تعبیر کرنا عین ظلم اور خلاف حکمت ہی چنانچہ آیندہ اسکی انشاء اللہ تعالے اور زیادہ تفصیل آنے والی ہے۔

یہ ہی وہ تحقیقی بات ہی جسکو ہر منصف ضرور تسلیم کریگا اور اگر اسپر ہٹ اور اصرار ہے کہ نہین یہ اختلاف ضرور آواگون ہی کیوجہ سے ہی تو بہتر ہے ہم کو بھی اسکی ضد ہی کہ یہ اختلاف آواگون ہی کی دلیل نہین ہوسکتا اس تحقیقی وجہ کے سوا جو ابھی معروض ہوچکی اختلاف کے اور بھی وجوہ ہوسکتین ہین۔ تب یہہ اختلاف تناسخ کی دلیل نہین ہوسکتا اشکال تو یہی تھا کہ جس شخص نے ابھی تک کوئی گناہ یا کوئی فعل ہی قابل گرفت نہین کیا اوسکو تکلیف کیسے جواب یہ ہے کہ تکلیف اسمین منحصر نہین کہ کسیکی کسی کرمکا بدلہ ہی ہو باپ اپنی اولاد کو تربیت کے لیے مارتا پیٹتا ہی اور اوسمین آیندہ کا نفع مقصود ہوتا ہی جو انسان کمزور رحم وکرم والا تربیت کی وجہ سے اولاد کو تکلیف دیتا تنگ رکھتا ہی تو حقیقی رحیم وکریم اگر اپنے بندون کو تربیت کیوجہ سے تکلیف وآرام دے تو کیا ظلم اور بے انصافی ہی اور تناسخ کی کسطرح دلیل ہوسکتی ہی۔ ڈاکٹر صاحب نشتر لگاتی ہین اور پھر فیس بھی لیتے ہین۔ یہ تکلیف راحت ہی یا ڈاکٹر صاحب کسی جرم کا بدلہ دی رہے ہین۔

دوسری صورت یہ بھی ہوسکتی ہی کہ ایک شخص کو تکلیف دی گئی اور اسکی تکلیف کا بدلہ آیندہ چلکر اوسکو راحت دی گئی تو گو اوسوقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ زید تکلیف مین ہی اور عمر آرام مین مگر یہ وہی کہہ سکتا ہی جسکی نظر حالت موجودہ پر ہی اور جو مستقبل کو دیکھ رہا ہی وہ اسکے برعکس کہتا ہی توضیح مقصود ہو تو سنیے ایک لڑکا ہی جسکا تمام مال سرکار نے کورٹ کرلیا ہی جسمین سے سوائے تجویز نا تنخواہ کے ایک حبہ بھی صرف نہین کرسکتا اور دوسرا شخص خود مختار ہی کہ اپنی تمام روپیے کو جسطرح

چاہتا ہی خرچ کرتا ہی کوتاہ اندیش یہ کہسکتا ہی کہ سرکار نے اول الذکر پر بڑا ظلم کیا کہ بلا وجہ اوسکو اوسکے تمام مال ومتاع سے علیحدہ کردیا ہی وہ اپنی مال مین کچہہ بھی تصرف نہین کرسکتا اور اوسکی وہ تنخواہ تجویز کی کہ اوسکے ملازم بھی اس سے زیادہ حیثیت رکھنے والے ہین اور یہ جو کچہہ بھی کیا ہی بلا قصور وجرم کیا ہی کیونکہ وہ تو ابہی بچہ نا بالغ ہی ہے اور دوسرا شخص جو جوان ہے باوجودیکہ اس نے ممکن ہے۔ کہ کوئی سرکار کا جرم بھی کیا ہو مگر اوسکو آزاد کرکے عیش وآرام عنایت فرمایا باوجودیکہ بادشاہ کی نظر تمام رعایا پر ایک ہونی چاہئے یہ کہلا ہوا ظلم ہے۔

مگر دور بین یہ یقیناً جانتا ہوگا یہ ظلم نہین ہے عین عدل وانصاف ہی یہ آج کی تکلیف کل کو رنگ لائیگی اسوقت کی فضول خرچیون سے جو روپیہ اسکا اندوختہ ہوگا وہ اسیکے کام آئیگا۔

یا ایک لڑکا خوب مزے سے کہیلتا پہرتا ہی اور دوسرا تمام رات دن محنت کرتا ہی اور تعلیم مین مشغول ہے کوئی اگر یہ کہے کہ اسکے باپ نے بڑا ہی ظلم کیا ہے جو اوسکو اوستاد کی قید مین جکڑ بند کردیا اور دوسرے کو آزاد کردیا تو اوسکا جواب یہی ہوگا کہ آپ نے حال کو مد نظر رکہا اور انجام کا خیال نفرمایا کوئی دن آنے والا ہے جو کہیل کودنے والا ہے اسکی غلامی کریگا اور یہ حکومت۔

پس اسیطرح اگر ایک شخص رنج وتکلیف مین مبتلا ہو اور دوسرا راحت وآرام مین پرورش پائے مگر اس تکلیف ومصیبت والے کو آئندہ چلکر اسکا بہت بڑا بدلہ دیدیا جائے تو یہ کیسے کہہ سکتے ہین کہ یہ ظلم ہے یا پہلے کرمون کا بدلہ ہے ہرگز نہین۔ اللہ تعالے اور پرمیشور بڑا رحیم اور عادل ہی اور بڑا حکیم وہ اگر کسیکو اسوقت تکلیف دیکر آئندہ چلکر اوسکا بدلہ راحت وآرام دے تو اسکے امتناع پر کیا دلیل ہوسکتی ہی لہذا یہ اختلاف تناسخ اور آواگون کی دلیل نہین ہوسکتا۔

اس تقریر کا یہ حاصل ہتا کہ خداوند مطلق عادل حکیم بہی ہی اور یہ عالم کا اختلاف آواگون پر مبنی نہین بلکہ ایک وجہ سے یہ اختلاف مقتضیات عالم سے ہے اور یہی

عالم کے حسن وکمال کا موجب ہی اگر یہ اختلاف نہوتا تو عالم ہی ناقص رہتا ہے

گلہای رنگارنگ سی ہی رونق چمن ای ذوق اس جہان کو ہی زیب اختلاف سے

اگر اختلاف نہوتا تو عالم پر بڑا ظلم تہا اور یہ فعل حکمت کے بالکل خلاف ہوتا اور ایک وجہ سے باوجود خدا کے عادل اور رحیم وکریم ہونیکی اس اختلاف کا منشا ترمیت وغیرہ ہی غرض یہ اختلاف تناسخ کی دلیل نہین ہوسکتی بلکہ اختلاف کے اور وجوہ بہی ہوسکتے ہین اب اگر خدا ہماری مدد فرمائے تو یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ یہ اختلاف عالم تناسخ کی وجہ سے کسیطرح ہو ہی نہین سکتا یہ بات اہل تناسخ کے اصول مذہب کے خلاف ہی کہ یہ اختلاف پہلے جنم کے کرم کا بدلہ ہو اور یہ وہ دوسرا نمبر ہے جسکا پہلے وعدہ کیا تہا۔

اہل تناسخ خداوند عالم پرمیشور کو قادر مطلق جانتے ہین یا نہین بندون پر اوسکا کچہ اختیار ہی یا نہین بندون سے کوئی کام اپنی قدرت کے زور سی کراسکتا ہی یا نہین اونکا جو جی چاہے اختیار فرمائین) ہماری طرف سی میدان وسیع ہی ہمارا دعوی بفضلہ تعالے دونون صورتون مین ثابت ہی۔

اگر خداوند عالم بندونپر قادر ہے اور اوسکا اختیار بندونپر چلتا ہی اور جو چاہے وہ بندون سی کرا سکتا ہی اور اوسیکے ساتھ وہ عالم الکل اور محیط الکل بہی ہی جو اہل تناسخ کے نزدیک بہی مسلم ہی اور عادل ورحیم وحکیم تو ہی ہی کیونکہ اس رحم وعدل ہی کے بچانے کیواسطے آواگون تسلیم کیا گیا ہی۔

تو اب سوال یہ ہی کہ جب خداوند عالم خوب جانتا ہی کہ بندی بری کام کرینگے تو اگلو جنم مین ایسی ایسی تکالیف کا سامنا کرنا پڑیگا اور وہ رحیم ہی اعلیٰ درجہ کا ہی تو پھر کیا وجہ ہی کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے کام نہین لیتا اور اپنی جبروتی اور قہری قدرت سے بزور ذکو برے افعال سی نہین روکتا۔ تو اب یا تو علم کی نفی کرنی لازم آئے گی یا رحم وکرم کی کیونکہ کوئی شفیق باپ باوجود علم اور قدرت دکہنے کے اپنی لڑکے کو آگ مین نہین گرنے دیگا گو یہ مسلم کہ لڑکے کو بہی خبر ہے کہ آگ مین گر کر آدمی جل جاتا ہے

اور تکلیف اوٹھاتا ہی مگر باپکا علم اور رحم اسکو ہرگز مقتضی ہنین کہ بیٹے کا ہاتھ نہ پکڑے اگر ایسا نہ کریگا تو ضرور یا جاہل کہا جائیگا یا ظالم اور سنگدل۔

اب ہم اہل تناسخ کی خدمت مین نہایت ادب سے بڑا قوی اپیل پیش کرتے ہین جسمین ہماری فتح انشاء اللہ تعالے یقینی ہی یہ وہ قطعی عقلی امور ہین کہ زمین و آسمان ٹلین مگر یہ ہنین ٹل سکتے آج آواگون کے انشاء اللہ خاتمہ کا دن ہی۔ وہ فرمائین کہ خداوند عالم کو علم ہی یا ہنین۔ اگر ہی تو اوسکو قدرت ہی یا ہنین اگر قدرت ہی تو وہ رحیم و کریم ہی یا ہنین اگر علم ہے قدرت بھی ہی رحیم و کریم بھی ہی تو کوئی منصف جسکے ذہن کچھ بھی رحم و عدل ہی وہ یہ کہہ سکتا ہی کہ باوجود قدرت علم و کرم و رحم کے خدا کا اپنے پیارے بندونکو بری باتون سے روکنا رحم و عدل کے خلاف ہنین ہی ضرور ہے۔ اور ضرور خلاف رحم و کرم عدل کے ہی جسکی بنا پر اہل تناسخ نے تناسخ کو تسلیم ہنین بلکہ اصل مذہب قرار دیا تھا آج باوجود تناسخ کے تسلیم کرنے کے بھی خدا پر معاذ اللہ اوسی بے رحمی، اور ظلم کا دہبہ لگتا ہی۔

تمام عمر جس تناسخ کی تپسیا کی تہی آج وہ مہادیو صاف جواب دیتا ہی کہ مجھسے کچھ کام ہنین چل سکتا خدا اگر باوجود قدرت اور علم و کرم و رحم کے عادل ہنین کرتا اور اپنے بندونکو قبائح سے ہنین روکتا تو تناسخ ماننے والون کو تناسخ سے دست کشی اختیار کرکے وہ طریقہ اختیار فرمانا چاہئے جس سے خدا کی ذات مقدسہ پر ظلم و ستم اور بے رحیمی کا دہبہ نہ لگے تناسخ اپنی عاجزی ظاہر کرتا ہی کہ مجھسے کچھ ہنین ہو سکتا۔

ہان بس ایک صورۃ ہی اسکے سوا کچھ ہنین کہ خداوند کو علم و قدرت کرم و رحم عدل والا تسلیم کرکے یہ کہا جاوے کہ وہ مختار کل اور فعال ما یرید ہی لا یسئل عما یفعل و ہم یسئلون اوسکی شان ہی وہ جو چاہی کرے اوس سے کوئی ہنین دریافت کر سکتا کہ یہ آپ نے کیون کیا اور یہ کیون نہ کیا اوسکا جو کچھ کام ہے عین حکمت اور عین عدل ہی اگر کسیکو بادشاہ بنایا تو عین حکمت، اور کرم اور فقیر محتاج کیا تو عین عدل و حکمت مالک کو اپنی ملک پر اختیار ہی عالم کے جس پرندے مین دو آنکھون کی ضرورت ہوئی وہان

دو آنکھین جہان ایک کی وہان ایک جہان بالکل اندہا اور زاد مناسب تہا وہ وہی موجود ہی غرض جو کچھہ ہوا ایسا ہی ہونا چاہیے تہا اور یہی عین عدل و حکمت ہے خدا بیشک عادل ہی اور رحیم و کریم ہے لیکن اوسکا یہ مطلب بالکل غلط ہی کہ جو عدل وکرم ہمارے نزدیک ہو خدا کو اوسکا پابند ہونا لازم ہی بلکہ جو خدا کے نزدیک عدل وکرم ہے وہی حقیقت عدل و کرم ہے لڑکا تو باپ اور اوستاد کو بڑا ہی بے رحم اور ظالم جانتا ہی کہ اوسکو آزادی کی اجازت نہین دیتے مگر یہ اسکا قصور ہے باپ اور اوستاد لڑکے اور شاگرد کے حق مین ضرور عادل اور رحیم ہین مگر اس طفل نادان نے جو عدل و محبت و کرم کے معنی سمجہے ہین وہی غلط ہین ؎ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست - مگر یہ یاد رہے کہ اس تسلیم کرنے مین اواگون اور تناسخ کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ اب تو یہ بات بہی ہو سکتی ہی کہ خدا نے ہر شخص کو اول ہی دفعہ جسطرح چاہا پیدا کیا اور یہی عین عدل و انصاف عین حکمت و مصلحت ہی اب پہلے جون کی تسلیم کرنیکی کیا ضرورت جو تغیر احوال کو اوسکی طرف نسبت کیا جائے - ابتو اس تغیر و اختلاف کا باعث اوسکا اختیار رہی کہ وہ مالک ہی جیسا چاہا بنایا یہی حکمت ہی یہی مصلحت چون و چرا کی گنجایش نہین غرض اس صورت مین بہی تناسخ گیا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ خداوند عالم قادر مطلق نہین اوسکو بندون کے افعال پر قدرت نہین بندے اپنے افعال کے خود مختار ہین خدا نے برا بہلا سب بتلا دیا اب جو کریگا بہگتے گا اور ہر جون مین پہلے جون کے کرمونکا بدلہ پاویگا تو گویا یہ قول ایسا ہی ہے جیسا کہ آسمان کے لرزنے کا ہتین بلکہ لوٹ پڑنے کا خیال ہے - کیونکہ جب بندہ مخلوق ہی اور خدا اسکا مالک حقیقی ہی اور جو کچھہ اسکو ملا ہے اوسی دربار سے حاصل ہوا ہے تو یہ اختیار تام اسکو کہانسے ملا۔

مگر تناسخ پھر بھی باطل ہوا جاتا ہے - اگر یہ کہا جائے کہ پرمیشور ہی نے بندہ کو اختیار تام دیکر مختار بنا دیا ہے تو پھر وہی پہلا شبہ عود کرتا ہی - کہ جب ایک باپ کو علم ہے کہ اگر لڑکے کو تلوار دی جائیگی تو وہ ضرور اپنے بدن کو زخمی کرلے گا

یا اپنے گلے کو کاٹ لے گا تو بیشک اس علم کے بعد اوسکو تلوار دینا ظلم اور بے رحمی کی
بات ہی اور اگر اسکا انکار ہے تو وہ لوگ اپنی اولاد صغار کو تیز چاقو اور استرا
دیدین گو یہان الیقین ہی نہین کہ وہ ضرور ہاتھ پیر کاٹ ہی لین گے تب ہم بھی
جانین۔ مگر یاد رہی کہ وہ کبھی اسکی جرأت نہ کرین گے۔

تو پھر یہی جواب دینا ہوگا کہ خداوند عالم قادر مطلق ہی اوسکو اپنی خلق پر اختیار
تام حاصل ہی جسکو جو چاہے قدرت دی اور پھر وہ اوس قدرت سے جو چاہین کرین
تو اس صورت مین بھی تناسخ گیا کیونکہ اوسکو یہ بھی اختیار ضرور حاصل ہونا چاہئے
کہ اول ہی مرتبہ انسان کو پیدا کرکے جیسا چاہے بنا دے۔ جب باوجود علم کے
قدرت دینا خلاف عدل نہین اسیطرح جس طرح چاہے پیدا کرنا خلاف عدل ہوگا
اور اگرچہ یہ نہایت غلط بات ہی کہ بندہ کو قدرت بغیر خدا کی دی ہوئی حاصل ہی اور
وہ اپنے افعال مین مختار تام ہی جو چاہتا ہے کرتا ہی اور اوسیکے موافق بدلا پاتا ہے
کیونکہ اس صورت مین ممکن کا واجب ہونا اور صفت کا موصوف سے زاید ہونا
لازم آتا ہے مگر اس سے یہان بحث نہین ہم تسلیم کرکے جواب دیتے کہ اس صورت
مین تناسخ بالکل محال اور ناجائز ہے کیونکہ جب بندہ اپنے افعال کا خود مختار تام ہے
اور پرمیشور کو اوسکے افعال مین کچھ دخل نہین تو یا تو بندہ کے تمام افعال کا بھی
خالق ہی یا بعض اوسکے اختیار مین ہین اور بعض کا خدا خالق ہی تو اول تو بلا مرجح
دوسرے یہ متعین کرنا کہ کونسے افعال بندہ کے اختیار مین ہین اور کونسے
خدا کے یہ امر مشکل ہی اور اگر اسکو بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ ضروری کہنا پڑیگا کہ
افعال بندہ کے ضرور اوسکے اختیار سے باہر ہین کہ اسگلے جون مین بدلہ ہی اور
پرمیشور کی طرف ظلم کی نسبت نہو لو اب یہ بتا دیا جائے کہ وہ جزا و سزا کیا ہی جسکو
پہلے جون کے کرمونکا بدلہ کہا جاتا ہے کسی نے اپنے اختیار سے غذا خراب کیا ہے
ہضم خراب ہوا پیٹ مین درد ہو گیا گرمی مین کام کیا خون مین احتراق ہو گیا
جذام ہو گیا کسی نے تجارت کی محنت عرب کی نفع ہو گیا کسی نے توجہ نہ کی مال کی

خبر نہلی تو بہت کہا گئے نقصان تو کیا غرض جب بندہ اپنی افعال مین خود مختار ہے اور پرمیشور کو آمین کچھ دخل نہین اور ہم تمام افعال کو اونکے اسباب کے ساتھ مرتبط پاتے ہین اور انسان کو جو کچھی راحت ورنج وغیرہ پہونچتا ہی اسکا عالم اسباب مین کسی نکسی ایسے سبب سے تعلق پاتے ہین جو انسان کے اختیار سے ہوا ہے تو اب کوئی چیز ہی ایسی نہ ہی جسکو پہلے افعال کا بدلہ کہا جائے۔

مثلاً کسی شخص نے اپنی اختیار سے چوری کی حاکم نے قید کردیا کسی نے اپنی اختیار سے کسیکو قتل کرادیا یا بادشاہ نے اوسکو پہانسی پر چڑہا دیا اب یہ کہنا کہ اسکا قتل کرنا اور چوری یہ تو افعال اختیاری ہین جسکا بدلہ دوسرے جون مین ملیگا اور اوسکو قید اور پہانسی پر جو چڑہایا گیا یہ پہلے کرم کا بدلہ ہی ایسی بات ہی کہ اس کو اہل تناسخ ہی فرمائین کوئی عاقل تو نہین کہ سکتا علاوہ ازین اگر قتل وچوری اسکا فعل ہی تو قید کرنا اور پہانسی دینا حاکم کا فعل ہی خدا کا فعل کونسا ہے جس کو یون کہا جائے کہ پہلے جنم کے برے افعال کا بدلہ خدا نے دیا۔

غرض اگر خدا کو بندہ کے افعال پر قدرت ہی تو اونکے ثمرات پر بہی قدرت ہی اور اگر افعال پر قدرت نہین تو ثمرات بہی افعال کے تابع ہین اونکو خدائی افعال کہنا خلاف عقل ہے۔

تو اب گذشتہ تحریر کا مطلب یہ امر ہے کہ اس تقریر پر جو کچھ بھی ہو رہا ہی وہ بندے کرتے ہین جسمین معاذ اللہ خدا کو کچھ بھی دخل نہین تو اس اختلاف وتغیر کو پہلے جونکی کرمونکا نتیجہ کہنا محال ہی کیونکہ جب پرمیشور کو بندونکے افعال پر قدرت ہی نہین تو یہ کہنا کہ خدا بندونکو جزا وسزا دیتا ہی ایسا ہی کہ کوئی چور کسی حاکم کے قبضۂ قدرت سے نکلجائے اور راستہ چلتے مین گر کر پیر ٹوٹ جائے یا شیر اوسکو پہاڑ کہائے تو یہ حاکم خوش ہونے لگے کہ ہم نے چور کو سزائے موت دیدی یا ٹانگ توڑدی ایک شخص کے گہر اپنے اختیار وقدرت سے چور آئے جسمین خدا کو معاذ اللہ کچھ بھی دخل نہین اور تمام مال جو تہا لیکے گئے وہ بیچارا روٹی پیٹنے لگا اوسکے گہر ماتم ہوگیا

پرمیشور یون کہی کہ ہم نے اسکو پہلے کرمون کا بدلہ دیا ہی اہل عقل انصاف فرمائین
کہ پرمیشور کو اسمین دخل کیا ہی ؎

اپنی تصویر پر نازان ہو تمہارا کیا ہی   آنکہہ نرگس کی دہن غنچہ کا حیرت میری

بہلا کوئی یہ تو پوچہے کہ آپ نے نقب دیا تہا بیڑہی لگائی تہی صندوق کا قفل کہولا تہا آخر کیا کام آپ نے کیا تہا جس بنا پر یہ کہا جاتا ہی کہ ہم نے مال چہر داکو پہنچ کرمونکا بدلہ دیا۔

الحاصل اس صورت مین تناسخ پہر باطل ہو گیا کہ یہ تغیر اور اختلاف جو عالم مین مشاہدہ ہی وہ کبہی بہی فعل کا بدلہ نہیین ہو سکتا۔

اور اگر یہ کہا جاوے کہ ایک شخص کو جو دوسرونکے ذریعہ سے تکالیف پہونچائے جاتے ہین یہی خدائی بدلہ ہین تو اول تو اسکی مثال ایسی ہی کہ حلوائی کی دوکان پر اور دادے جی کی فاتحہ۔ ع دل کے بہلانیکو غالب یہ خیال اچہا ہی۔

دوسرے اگر یہ چور ڈاکو وغیرہ خدائی کوتوال اور پولس ہین تو پہر لازم آتا ہی کہ ان چورون اور ڈاکوؤن اور رہزنون کو بہت انعام دیا جائے کیونکہ یہ لوگ بڑے بڑے مجرمون کو سزا دے رہی ہین اور یہ تمام افعال مذمومہ قابل تعریف ہو جائین اور آیندہ جون مین انکو سزا نہ ملے بلکہ اور مرتبہ عالیہ عطا ہو۔

عجیب بات ہی کہ کسی مجرم پر سو بیت لگانیکا حکم ہو جلاد تعمیل کرے اور پہر جلاد اس تعمیل پر ملزم سمجہا جاوے اور اوسپر بہی سو کوڑونکا حکم صادر ہو جاوے۔ علی ہذا القیاس

اور اگر یون کہا جاوے کہ ان چورونکو اس لیے سزا ملیگی کہ انہون نے یہ سمجہکر چوری نہین کی کہ یہ مجرم کی سزا ہی گو اسمین اوسکو بہی سزا مل گئی جسکا مال چوری ہوا۔ لیکن چونکہ انہون نے خود جرم کیا ہی اسوجہ سے انکو سزا دیجاتی ہی تو قابل دریافت یہ امر ہے کہ وہ کونسا گروہ ہی جو اسواسطے مقرر ہے کہ وہ لوگون کو مجرم جانکر خدا کیطرف سے سزا دینے کے لئے مقرر رہی ورنہ انکو سزا ملنا وہی مثال ہوگی جو پہلے عرض ہو چکی یہ تو ایک فعل بدیہی ہے جو چورون نے کیا اسمین پرمیشور کو کیا دخل جو یون کہا جاوے۔

کہ پرمیشور بدلا دلواتا ہی انہو تمام کام انسان خود کرتا ہی اور لازمی طور سے اوس کا نتیجہ اوس پر مرتب ہوتا ہی۔

بفضلہ تعالیٰ اہل عقل پر روشن ہوگیا ہوگا کہ اہل تناسخ کے مذہب کیموافق یہ اختلاف و تغیر حالات جسکو اہل تناسخ نے تناسخ کی دلیل قرار دی تہی اور اسکو پہلے کرمونکا بدلہ قرار دیا تہا بالکل غلط ہے بلکہ کوئی فعل پہلے جون کا بدلہ نہیں ہوسکتا۔ اب تناسخ کے ماننے سے کیا حاصل ہوا نہ پرمیشور سے ظلم کا دہبہ دور ہوسکا نہ تغیر کی وجہ معلوم ہوئی اگر ثابت ہوتا ہی تو اہل اسلام کا مذہب ثابت ہوتا ہی کہ خداوند عالم مالک ہی مالک مختار جو چاہے کرتا ہی اوسکا فعل عین عدل اور حکمت ہے۔

دو مرحلے تو بفضلہ تعالیٰ طے ہوگئے اب تیسرے وعدے کو بعون الٰہی پورا کرنا چاہتا ہون یعنی تناسخ کی صورت مین عقلی طور سے یہ ثابت کیا جائے کہ پرمیشور عادل مالک قادر مطلق ہی نہین بلکہ تناسخ کی صورت مین خدا ہی نہین رہ سکتا۔

ستیارتہ پرکاش س سالوان ۲۳ ایشور پرماتما سب کو ہدایت فرماتے ہین کہ اے انسانو مین ایشور سب سے پہلے موجود اور ساری دنیا کا مالک ہون مین ظہور عالم کا قدیمی باعث تمام مال و دولت پر غلبہ پانے والا اور اوسکا بخشنے والا ہون۔ مجہکو تمام جیو اسیطرح پکارین جسطرح اولاد اپنے باپ کو پکارتی ہی مین سبکا راحت رسان مخلوق کے لیئے قسم قسم خوراکونکی تقسیم بغرض پرورش کرتا ہون (رگ وید منڈل ۱۰۔ سوکت ۴۸۔ ۱۔

پھر ملاحظہ ہو ستیارتہ پرکاش ۲۷۴ اے انسانو سب سورج وغیرہ ہوا اشیاء قایم رکہنے والا اور جسقدر عالم ہو چکا ہی اور آگے ہوگا اوس تمام کا ایک بے عدیل مالک پرمیشور وہ اس عالم کی پیدایش سے پہلے موجود تہا جس نے زمین سے لیکر سورج تک تمام عالم کو پیدا کیا ہی اس پرمیشور کی محنت سے عبادت کرنی چاہیے۔

یہ دونون عبارتین صاف بتاتی ہین کہ پرمیشور سب عالم کا مالک حقیقی ہے اور

اور وہی عبادت کا مستحق ہی لیکن تہوڑے سے غور کے بعد یہ مسئلہ صاف ہوجاتا ہے کہ تمام عالم تو در کنار تناسخ کے اصول پر پرمیشور ایک چیز کا بہی مالک نہین ہوسکتا نہ وہ عبادتکا مستحق ہی بلکہ معاذ اللہ ایک غاصب اور جابر ظالم سے تعبیر کیا جاے تو بجا ہے کیونکہ اہل تناسخ پر عالم قدیم ہے اور پرمیشور مادہ روح تینون قدیم بالذات ہین انمین کوئی ایسا نہین ہی جسپر فنا طاری ہوسکے اور روح مادہ مین تعلق بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

سوال یہ ہی کہ جب روح و مادہ پرمیشور کی مانند دونون قدیم ہین اور پرمیشور نے انکو پیدا بہی نہین کیا نہ اہل تناسخ کے اصول پر معاذ اللہ پرمیشور مین یہ قدرت ہے کہ نیست مطلق کو ہست کرسکے یا ہست کو نیست کرسکے تو اب روح و مادہ پر خدا کو تصرف کرنیکا کیا حق حاصل ہی عقلاً تو جب وہ بہی پرمیشور کی طرح قدیم بالذات ہین تو ایک مساوی دوسرے پر متصرف ہی نہین ہوسکتا اور اگر غلبہ اور قہر تسلیم بہی کرلیا جاے تو جب روح اور مادہ دونون واجب الوجود ہین نہ کوئی اونکا مالک نہ وہ کسیکے مملوک تو اب جسقدر مخلوقات مادہ اور روح سے حاصل ہوئی ہین۔ وہ پرمیشور کی ملک کیسے ہوسکتی ہین اگرچہ پرزی انجن کے علیحدہ متفرق بڑے ہون اور کوئلہ اور پانی بھی موجود ہو اور ایک مستری اون پرزونکو لاکر انجن بناے اور پانی ڈالکر آگ روشن کرکے انجن کو چلتا کردی تو جس صورت مین پرزے کوئلہ پانی کوئی شے بہی اوس کی مملوک نہی تو اول تو اوسکو یہ تصرف کب جائز تہا جبکہ اسکی کوئی چیز بھی ملک نہین ہے اور اگر بنا بھی لیا تو اسکی ملک کیسے ہوسکتی ہی زرگر اور مستری انجنیر وغیرہ جو لوہی کے پرزے ڈہالتے ہین اونکا مالک سُنار مستری معمار ہوتا ہی یا جنکی اصل اشیاء ملک ہوتی ہین۔ اب اہل تناسخ فرمائین کہ ایشور کس چیز کا مالک ہی اور کسوجہ سے اوسکی عبادت لازم روح نے کب اوسکے آگے ہاتہہ جوڑے تہی کہ تو مجھکو قالب مین ڈالدے اور مادہ نے کب درخواست کی تہی کہ مجھکو جوڑکر ضرور کوئی روح عنایت فرما دیجئے اس بناء پر نہ پرمیشور کو خالق کہہ سکتے ہین بلکہ مصور نہ مالک کہہ سکتی ہین

بلکہ غاصب یا بیجا متصرف نہ عادل کہہ سکتے ہین بلکہ ظالم اور ڈاکو نہ قادر کہہ سکتے ہین بلکہ عاجز۔ پھر کون مالک کون مملوک کون عابد اور کون معبود ایک تناسخ کے مسئلہ نے تمام خدائی کو تہ وبالا کردیا۔ تمام صفات کمالیہ کو ذات واجب سے مسلوب کردیا توحید جو اول المسایل اور اصل الاصول ہی وہ بہی خاک مین مل گئی۔ کیونکہ پرمیشور مین اگر صفات کمالیہ ثابت کیجاتی ہین تو اوسکی وجہ بھی ہے کہ جب وہ واجب الوجود ہے تو تمام صفات کمالیہ اوسکی ذاتی ہونگی۔ پھر کیا وجہ روح مادہ بہی مثل الیشور کے قدیم واجب بالذات تسلیم کیجائین اور ان مین صفات کمالیہ کو واجب اور ضروری نکہا جائے۔ اور جب مادہ اور روح باوجود واجب بالذات ہونیکے اور صفات کمالیہ سے محروم ہین بلکہ ایک تیسرے واجب الوجود کے قبضہ بہ تصرف مین ہین تو واجب الوجود کسوجہ سے مستحق صفات کمالیہ کا ہوگا یہ وہ امر ہے کہ تمام دنیا کے عقلا بھی اگر ملجائین گر اہل تناسخ کے اصول مذکورہ کو واجب التسلیم کہہ کر جواب دینا تو محال ہے۔

بلکہ اس تقدیر پر اگر یون کہا جائے کہ پرمیشور کوئی ہی ہی نہین فقط روح ومادہ ہین ہر روح اپنی حیثیت اور قدرت کے موافق مادہ سے قالب بنالیتی ہی اور اسمین گزر اوقات کرتی ہی پھر اوس قالب کو چھوڑکر دوسرا تیسرا یا جب تک اوسکی مرضی ہوتی ہی قالب مین رہتی ہی اور جب مرضی نہین ہوتی قالب کو چھوڑ دیتی ہی تو اگر تمام روے زمین کے حکما بہی جمع ہوجائین تو اس احتمال کو مرتفع نہین کرسکتے یہ ہین وہ دلایل عقلیہ قطعیہ جس سے تناسخ کا بطلان ہر ذی عقل بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

بنا بنایا روح مادہ مل گیا تو پرمیشور کو خدائی ہاتھ لگی ورنہ اگر مادہ روح نہوتی تو کیا ایک پرپشہ بھی وجود مین آسکتا تھا اگر ایک ادنی امر مین بھی واجب الوجود کو محتاج مانا جائے تو وہ خدائی کے قابل نرہے گا پھر یہان غیر متناہی ذرات اور ارواح کا محتاج ہو مگر ایسی رجسٹری شدہ خدائی پائی ہے کہ جاہی نہین

سکتی نہین معلوم یہ کونسی تعلیم ہے کہ فقط اسوجہ سے کہ خدا نے مختلف اشیاء کیون پیدا کین اسمین اوسکی طرف نسبت ظلم لازم آتی ہی یا تو خدا تمام دنیا کو ایک لکشوری پرلیس مین چہپوا دے ورنہ اوسکو معاذ اللہ خدائی اور صفات کمالیہ سے الگ کر دیا جاوے وہ مثل مشہور صادق آگئی کہ بارش سے بہلگے اور پرنالے کے نیچے کہڑے ہو گئے۔

اب ہم کو وہ چوتھی بات بیان کرنی چاہیئے جسکا پہلا دعویٰ کیا تہا کہ تمام مفاسد سے قطع نظر کرنیکے بعد مجوزہ تناسخ حکماء ہند عقلاً قطعاً باطل ہی جسطرح ہست و نیست اور آگ و پانی رات دن کا جمع ہونا محال ہی اسیطرح روح اور مادہ کا تعلق بطور تناسخ مجوزہ حکماے ہند بھی محال ہی ناظرین اس بحث کو نہایت غور سے ملاحظہ فرمائین۔

جب یہ بات مسلم ہی کہ کسی روح کو کوئی مادہ بغیر عمل کے نہین ملسکتا بلکہ قالب ویسا ہی ملیگا جیسا کہ عمل کیا ہی اور یہ بھی مسلم ہی کہ روح سے عمل بدون قالب کے نہین ہو سکتے لہذا یہ ہمارا یہ دعویٰ ہی کہ اس بنا پر کسی روح کو کوئی قالب مل ہی نہین سکتا کیونکہ عمل کرنا موقوف ہوا قالب پر اور قالب ملنا موقوف عمل کے کہنے پر تو نتیجہ یہ ہوا کہ عمل کرنا موقوف ہوا عمل کرنے پر اور قالب ملنا موقوف ہوا قالب ملنے پر جو قطعاً تمام عقلاء کے نزدیک محال ہی۔

اسکا جواب اہل تناسخ کی جانب سے یہ دیا جا سکتا ہی کہ اس خاص جون کا ملنا پہلے جون کے اعمال پر موقوف ہی اور پہلا جون اوس سے پہلے جون کے اعمال پر موقوف تہا غرض موقوف اور موقوف علیہ دو ہین اور چونکہ عالم قدیم اور ہمیشہ سے تناسخ ہی اسوجہ سے یہ سلسلہ یون ہی لا الی نہایۃ چلا جائیگا۔ چونکہ عالم کی ابتدا نہین ہی اسوجہ سے یہ نہین کہا جا سکتا کہ اول مرتبہ کا جون کس عمل کا بدلہ تہا کیونکہ یہان سلسلہ غیر متناہی ہی کوئی جون ایسا نہین ہی جس سے پہلے جون نہو تو ہر جون کا ملنا اوس سے پہلے جون کے اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہی اور وہ اوس سے پہلے کا لا الی النہایۃ

چونکہ یہ اعتراض ہمارے نزدیک قوی اور صحیح ہی جسکا جواب تمام اہل تناسخ سی محال ہے اسوجہ سی ہم اسکو شرح کرنا چاہتے ہین کیونکہ یہ جواب جو اہل تناسخ کی طرف سے دیا گیا ہی اسمین اکثر اہل علم غلطان پیچان ہو جاتے ہین اور ابتدا و انتہا کا خیال نہین فرماتے یہ جواب کہ یہ جون پہلے جونکے کرمونکا بدلہ ہے اور وہ اوس سی پہلے کا علیٰ ہذا القیاس یہ اس پر موقوف ہی کہ پہلی اس خاص روح کو غیر متناہی مراتب جون اور قالب مل چکین ہون اور ہماری غرض کا خلاصہ یہ ہی کہ غیر متناہی تو غیر متناہی ہوتے ہین روح اور مادہ کا ایکمرتبہ بھی تعلق نہین ہو سکتا کیونکہ روح باعتبار ذات کے مادہ سے علیحدہ ہی اور جب سے روح ہے اوسیوقت سی اوسکو مادہ کیسا تھ تعلق ہے ورنہ اگر کوئی زمانہ ایسا بھی تسلیم کر لیا جائے کہ جسمین روح مادہ سے علیحدہ نہین تو انسان کا قدم باطل ہو جائیگا کیونکہ اب تعلق روح اور مادہ کی ابتدا ثابت ہو جائیگی جس سی پہلے تعلق نہ تہا تو ضرور ہوا جب سی روح موجود ہے اوسیوقت سی مادہ کا تعلق بھی موجود ہوا اور تعلق روح کا مادہ سے بلے عمل کے ہو نہین سکتا تو لازم آتا ہی کہ روح نے قبل اپنی موجود ہونے کے عمل کئے ہون تاکہ موجود ہونے ہی اوسکو اون اعمال کے مطابق جو اوسنے قبل وجود کے عمل کئی تہے قالب اور جون ملجائے اور چونکہ قبل وجود روح کے روح سے اعمال کا صدور محال ہی لہذا روح کا تعلق مادہ سے بھی محال ہو گیا اور روح کبھی بھی مادہ کے اندر نہین آسکتی اور کوئی قالب نہین پاسکتی۔

گو اہل تناسخ کے مذہب کے خلاف ہی لیکن شاید وہ جان بچانے کیواسطے عالم کے قدم سے بھی ہاتھ دہو لین اور الغریق یتشبث بکل حشیش پر عمل کرکے یون کہین کہ روح اور مادہ کا تعلق قدیم نہین ہی بلکہ روح اور مادہ تو قدیم ہین لیکن ایک زمانہ غیر متناہی تک دونو علیحدہ علیحدہ رہے ہین بعد مین دونو نکا تعلق ہوا ہی تو گو اس صورت مین قدم عالم اور قدم نوع انسانکا بھی جاتا رہے مگر تناسخ تو ہاتھ سے بجائیگا کیونکہ اسوقت یہ تو لازم نہ آئیگا کہ روح اپنے وجود سے پہلے اعمال

کرکے تناسب حسب اعمال پائے جو قطعاً محال ہی ہے

تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ اہل تناسخ کے اصول کے مخالف ہی اور آئین گرنیتا ہر تناسخ ہی کے بنانے کو مذہب بگاڑا گیا ہی مگر تناسخ بھی باقی نہین رہ سکتا ہم اسوقت کوئی اور اعتراض نہین کرنا چاہتے بلکہ اوسی اعتراض کو یہان بھی ثابت کرنا چاہتے ہین اور خدا چاہے یہ دیکھا دینگے کہ اس صورت مین مذہب ڈہی گیا اور جواب بھی نہوا کیونکہ اس صورت مین گو روح نے زمانہ غیر متناہی پایا مگر چونکہ اوسکو قالب کوئی نہین ملا اسوجہ سے وہ کوئی عمل نہین کرسکتی کیونکہ عمل کرنا جسم اور قالب ہی کے ملنے پر موقوف ہی تو اب اگر غیر متناہی زمانہ تک بھی روح کو بیکار رکھو تو نہ کوئی نتیجہ حاصل ہو سکتا ہی نہ روح کو قالب ملسکتا ہی کیونکہ اس صورت مین بے عمل کے قالب کا ملنا محال ہی اور روح نے گو زمانہ غیر متناہی پایا مگر چونکہ قالب سے مجرد تھی لہذا عمل ندارد ہی اور عمل نہ ہونے کی وجہ سے قالب نہین ملسکتا چونکہ اس بحث کی تشریح منظور ہے لہذا مزید توضیح کی غرض سے ایک مثال عرض کرتا ہون فرض کرلیا جائے کہ ایک لڑکے کی تعلیم منظور ہے جس نے ابھی تک ایک حرف بھی نہین پڑھا - اور یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ پیدا ہوتے ہی اوسکو پڑھانا منظور ہی مگر تمام مدارس موجود مین یہ شرط ہے کہ لڑکا کسی اسکول یا مدرسہ مین جب داخل کیا جائیگا کہ جب ان مدارس کے نصاب مجوزہ مین امتحان دے اور یہ بھی تسلیم کی ہوئی بات ہی کہ یہ نصاب مجوزہ سوا ان اسکولون و مدارس کے دوسری جگہ کوئی شخص پڑھ ہی نہین سکتا اور کتابین اوستاد اون اسکولون کالجون مدرسون کے باہر جا ہی نہین سکتے تو اب اس لڑکے لئے جو آج ہی پیدا ہوا ہی نہ تو کوئی حرف پڑھا ہی کیونکہ پڑھے تو جب کہ جب ان اسکولون مین داخل ہو اور بے اسکول کے داخل ہوئے وہ خواندگی کہین پڑھ ہی نہین سکتا اور اسکول ہیکے داخلہ کی شرط یہ ہی کہ وہان کے کسی درجہ کی نصاب مین امتحان دے تو اب مین تمام دنیا کے حکما اور فلاسفر اور معقولی اور تناسخی صاحبون کی

خدمات عالیہ مین عرض پرداز ہون کہ جو غیر متناہی مراتب روح کا تعلق مادہ کیساتھ ثابت کرتے مین اور یہ بھی شرط مسلم ہے کہ کوئی مادہ بے ل کی نہین مسکتا بلکہ مادہ اور قالب حسب عمل ہی کے ملتا ہی وہ ایسا لڑکے کو جس نے ایک حرف نہین پڑھا ان اسکولون اور مدارس غیر متناہیہ مین سے کسی ایک اسکول مین داخل کرادین جسکے داخلہ مین یہ شرط ہی کہ نہ کسی درجے کے نصاب مجوزہ اسکولہای موجودہ مین سے امتحان دیدے جسکی پڑھائی بجز ان اسکولون کے ہو ہی نہین سکتی۔ اگر یہ اسکول مین داخل نہین ہو سکتا تو روح کا تعلق بھی جسم سے محال ہی اور اگر کوئی ایس لڑکیکو کسی اسکول مین داخل کرادی تو روح کا تعلق مادہ سے مسلم اور یہ تسلیم کرکے کہ جو شخص آج جوان ہوگیا ہی وہ پیدایش کے دن ہی سے برابر اسکول اور مدارس مین تعلیم پاتا تھا اور داخلہ یون ہوا کہ اس خاص اسکول مین داخل ہونا اسوجہ سے ہے کہ اس سے پہلے جو دوسرے اسکول مین داخل ہوکر پڑھا تھا اوس خواندگی مین امتحان دیکر داخل ہوا تھا علی ہذا القیاس۔

تو عرض یہ کیا جاتا ہی کہ قبلہ عالم یہ تو اسپر موقوف ہی کہ آج جو اوسکی تیس سال کی عمر ہے وہ تیس اسکولون مین ہر سال داخل ہوکر پڑھ ہی چکا ہو میرا مدعا تو یہ ہے کہ جس روز وہ پیدا ہوا تھا اوس روز وہ اسکول مین کیسے داخل ہوا تھا پیدا ہوتے ہی تو اسکول مین داخل ہونا لازم اور داخلہ سے پہلے اوسکو اسکول مین تعلیم پانا چاہیے تو اب اگر اوس نے پیدا ہونے سے پہلے کسی اسکول مین داخل ہوکر نہین پڑھا تھا تو پیدا ہوتے ہی اسکول کی تعلیم کا امتحان کیسے دیسکتا ہے۔

اور جونکہ پیدایش سی پہلے اسکول مین پڑھنا محال ہی لہذا ان شرایط کی موافق وہ اسکول مین داخل ہی نہین ہو سکتا تو اب اگر ان شرایط کو صحیح مانتے ہو تو لازم آتا ہے کہ تیس اسکول کیا ایک اسکول مین بھی داخل نہو سکے اور یہی دعوے تھا۔ یہی تقریر بعینہ روح اور قالب مین کر لیجیے کہ جب روح کو مادہ ملنے کی یہ شرط ہی کہ وہ پہلی عمل کرے اور جب سی روح ہے جب ہی سے مادہ سے تعلق تو ضرور لازم آتا ہی کہ روح نے قبل وجود کے

عمل کئے ہون اور فعل جو در روح کے روح بے اعمال کا ہونا محال لہذا اس شرط کے موافق روح کو قالب ملنا محال ہی تو معلوم ہوگیا کہ تناسخ ہی محال اور خلاف عقل ہی ورنہ کسی روح کو کوئی مادہ نہ مل سکتا یہ تو اول صورت کی تقریر تھی اور اگر روح کو ایک زمانہ تک معطل مانکر پھر اس شرط پر مادہ دیا جائے تب بھی وہی خرابی لازم آتی ہے کہ اوس لڑکے نے مثلاً پندرہ برس کی عمر تک کسی مدرسہ مین نہین پڑھا اور آجتک وہ ایک حرف بھی نہین جانتا تو گو اوسکو پندرہ برس کی مدت ملی مگر چونکہ اوس نے پڑھا ہی نہین لہذا وہ اسکول مین داخل ہی نہین ہو سکتا کیونکہ اسکول مین جب داخل ہو جب پہلی نصاب مجوزہ اسکول مین امتحان دے لے جو کہین دوسری جگہ پڑھ ہی نہین سکتا تو کوئی معقولی فلسفی اس لڑکے کو اگر اسکول مین داخل کردے تو روح کو بھی مادہ مل سکتا ہی ورنہ قیامت آجائیگی مگر روح کو تناسخ مجوزہ پر مادہ نہین ملسکتا۔

اور اگر اس اشکال کے دور کرنے کی غرض سے یہ کہا جائے کہ ایک دفعہ روح کو مادہ سے تعلق بے اعمال کے ہوا اور بعد مین برابر قالب پہلی اعمال کا بدلہ رہا۔

تو اول تو تناسخ پھر باطل ہوگیا کیونکہ تناسخ مین ہر جون بدلہ تھا اور یہان ایک جون وہ بھی نکل آیا جو بدلہ نہین۔ دوسرے قدم عالم کا بطلان لازم آتا ہے کیونکہ پہلی دفعہ بھی اتصال روح اور مادہ کا ہوا ہی اس سے پہلے عالم نہ تھا تو قدم بھی باطل ہوگیا اور جیسے پہلے ایک زمانہ غیر متناہی تک روح اور مادہ مین اتصال نہین رہا اسیطرح اگر بعد مین انفصال نہ رہے تو کیا خرابی ہی غرض عالم کی ازلیت اور ابدیت دونون باطل ہولی ہین اچھا تناسخ ثابت کیا کہ تمام مذہب ہی باطل ہوگیا۔ تیسرے بڑی خرابی یہ لازم آتی ہی کہ جب اول اول روح اور مادہ کا اتصال بے اعمال کے ہوا تو یا تو یہ قالب مختلف ہونگے یا متحد اگر مختلف ہونگے تو پھر وہی ظلم کی نسبت پرمیشور کی طرف لازم آئیگی اور اگر سب متحد ہونگے تو پھر سلسلہ عالم کیسے چلا کیونکہ سب کے سب اول مرتبہ مین مرد ہی مرد ہونگے اسوجہ سے کہ عورت کا

جولنا بہی ناقص ہی تو اب اگر کسی مرد نے بہ نسبت فعل بہی کئے جنسے اوسکو عورت کا
ہونا ملے گو عورت بنا پڑا اسطرح ہوگی مگر تین تو یہ ہے کہ عالم مین سب اسکے سب
مرد ہی مرد ہون اور اگر سبکے سب عورتین ہی ہون تو پہر مرد نہین بن سکتا
کیونکہ عورت بنانے والے افعال عورت کے جسم مین جاتی ہی اور مرد ہونے والی روح
مرد کے قالب مین جاتی ہی ملاحظہ ہو ستیارتہ پرکاش صفحہ ۲۳۳ اور اس صورت
مین ایک ہی صنف ہی یا مرد یا عورت تو پہر دوسری قسم کیسے پیدا ہوئی۔

چوتھے لازم آتا ہے کہ اوس وقت گائے بیل وغیرہ کچھ بہی نہون تو جو لوگ اچھے تہے
وہ تو تمام نعمتون سے محروم رہین اور بدکاروں نے خراب کام کرکے تمام دنیاوی
لذتین حاصل کرلین اور یہ بالکل خلاف عدل ہی اور صریح ظلم کہ اچھے لوگ نعمتین نہ لین
اور فساق وفجار مالامال کردیئے جائین۔

پانچوین اب نعمتون کا شکر واجب نہو کیونکہ یہ آیندہ کے افعال کا ثمرہ ہے وہ
بھی افعال بد کا تو اب شکر کیسا اور کس بات پر بلکہ چونکہ گائے بہینس گہوڑی وغیرہ
مین بری روح ہی اسوجہ سے اونکا استعمال بھی نہ کرنا چاہیے۔

چھٹے نہایت بڑی دقت یہ لازم آتی ہی کہ جب ابتداء عالم مین سب کے سب من کل
الوجوہ برابر ہی تہی تو وید چار ہی رشیو پر کیون نازل ہوا۔ ابتدائے عالم مین تو
سبہی رشی ہون ورنہ ترجیح بلا مرجح اور عین ظلم لازم آئیگا کیونکہ اب وید اور قالب
کسی عمل کا بدلہ تو ہی نہین سب فضل ہی۔ فضل ہی تو پہر بعض پر وید نازل ہو۔ اور
بعض پر نہین یہ ظلم خالص نہین تو اور کیا ہے۔

غرض بفضلہ تعالے کوئی احتمال عقلی بہی فروگذاشت نہین کیا گیا جسمین ایک محال عقلی
لازم نہ آتا ہو تو ثابت ہوگیا کہ اصول اہل تناسخ پر کوئی صورت ایسی نہین جس مین
روح کو کوئی بہی مادہ مل سکے اگر تناسخ کو تسلیم کر لیا جائے تو تمام عالم ہی درہم برہم
ہوجائے گو اس بیان کے بعد اہل فہم وانصاف پر روشن ہوگیا ہوگا کہ تناسخ مجوزہ
حکمائے ہند جنکی بلند صدا اون سے تمام ہندوستان گونج رہا ہی۔ بانگ ڈہول سے زیادہ

وقعت نہین رکہتا اور کسیطرح سے امر معقول نہین ہی مگر مزید توضیح کی غرض سے اور بھی تناسخ پر جو خرابیان اور استحالہ عقلی لازم آتے ہین قدرے بیان کردینے مناسب معلوم ہوتے ہین تاکہ خوب روشن ہوجائے کہ یہ مسئلہ پایہ ثبوت سے بالکل ساقط ہے اور خفولہ غور سے اگر مسئلہ سزا و جزا انسان کا ماضی و مستقبل نہ معلوم ہو مگر یہ ضرور معلوم ہوجائے گا کہ تناسخ کا راستہ قریب ہی جاکر مخدوش ہوگیا نہ منزل مقصود تک پہونچا تا ہی نہ دین و ایمان ہی سلامت رہتا ہے خدا کے عدل ثابت کرنے کیلئے ساری خدائی ہی کو اوسکے قبضہ سے نکالنا پڑتا ہی بجائے صفات کمالیہ کے صفات نقصان کا تسلیم کرنا لازم آتا ہے اور ان تمام مفاسد کے بعد خدا کی طرف ظلم کی نسبت نہوتی تب بہی صبر آتا کہ گھر کا اندوختہ کہویا مگر مقصود تو ہاتھ لگا۔ یہان یہ بہی نصیب نہوا۔

جو فقط اپنی عقل نارسا کو ہادی قرار دیتا ہی یون ہی تو حماقت کے گڈہون مین گرتا ہی طریقہ صاف و پاک وہی ہے جو انشاء اللہ آینده عرض کیا جائیگا جسمین غلطی ناممکن اور محال ہے۔

اس کے بعد تناسخ کے متعلق اسقدر اور عرض ہے کہ اگر اتصال روح اور مادہ کا لازمی اور ضروری ہی کہ روح بے مادہ کے رہ ہی نہین سکتی تب تو روح اور مادہ کا انفصال عقلاً محال ہی کیونکہ ذرات مادہ سے جسم بذریعہ حرکت حاصل ہوگا اور حرکت زمانہ مین ہوتی ہے تو جس زمانہ تک جسم بنے گا اوسوقت تک روح مادہ سے بے تعلق رہیگی جو اس تقدیر پر محال ہی علی ہذا القیاس جب ایک جسم سے نکلکر دوسرے جسم مین داخل ہوگی تو چونکہ یہ امر حکماء کے نزدیک مسلم ہے کہ دو آن متصل نہین ہوسکتین بلکہ دو آن کے درمیان زمانہ ضرور ہے اس بناء پر روح کی آن خروج من جسم۔ اور آن دخول فی جسم کے درمیان بہی ضرور ایک زمانہ ہوگا جسمین روح کو مادہ سے انفصال ہوگا اور یہ اس تقدیر پر محال ہے۔

اور اگر روح اور مادہ کا اتصال لازمی اور ضروری نہین تو ممکن ہی نہین بلکہ

ضرور ہی کہ پہلے بہی ایک زمانہ تک روح مادہ سے علیحدہ ہو اور بعد مین بھی علیحدہ ہو جائے اس تقدیر پر قدم عالم باطل ہوتا ہی اور عالم کا بالکل فنا ہونا جایز۔ عالم کی ازلیت تو قطعی طور پر باطل ہوگی کیونکہ پہلے کبھی بہ تہا ابدیۃ بہی ثابت نہین ہوسکتی۔

نمبر ۲۔ جب اہل تناسخ نے اون روحون کے واسطے جنکے کام اچھے اچھے ہون مکتی کو تجویز کیا جسکی مقدار ستیارتہ پرکاش صفحہ ۲۱۸ پر اکتیس ۳۱ نیل دس کھرب چالیس ارب بتائی جاتی ہے۔ تو دو سوال پیدا ہوتے ہین اولاً یہ کہ جب روح کے تمام اعمال اچھے اچھے تھے جسکی بنا پر مکتی ہوئی تو اب پھر اوسکو جونکی قید کس جرم کے بدلے دی جاتی ہے۔ افسوس ہی کہ ایک ذات مجرد کو بلا قصور قید کرکے عمل کرائے اور پھر بھی اوسکو نجات ابدی نہ ملے تو اس سی زیادہ اور کیا ظلم و بخل ہوگا تعالی الدعن ذالک علوا کبیرا۔ نیز ایک جون کی مقدار قلیل کے اعمال کا بدلہ اسقدر زمانہ دراز کیسے معقول ہوسکتا ہے۔

دوسرے جب جیسے اچھے اچھے کام کئے ہین اوسکے لئے تو مکتی ہوئی جس نے بالکل برے برے کئے ہین اوسکے لئے کیا ہوگا اگر کوئی جون ہی تجویز کی جای تو عقلاً محال ہے کیونکہ شر محض کی سزا بہی شر محض ہی چاہے اور دنیا مین کوئی فعل بھی شر محض نہین اگر ایک وجہ سے کسی فعل مین شر ہے تو دوسری وجہ سے ضرور اوسمین خیر ہے۔ تو شر محض کا بدلہ دنیا مین نہین ہوسکتا اگر اہل تناسخ نے شریرون کے لئے بہی کوئی ایسا مکان تجویز کیا ہی تو بتایا جائے اور اگر نہین تجویز کیا تو وجہ فرق کی کیا ہی یہ بہی عدل کے خلاف ہی کیونکہ ستیارتہ پرکاش صفحہ ۲۵ پر لکھا ہی کہ پرمیشور گناہ نہین معاف کرتا تو اب ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس عالم کے سوا کوئی عالم ہو جہان ایک حصہ مین بالکل راحت ہی ہو جنت کہو کیونکہ ع بہشت آنجا کہ آزاری نباشد۔ اور دوسرے حصہ مین تکلیف ہی تکلیف ہو وہی دوزخ ہے اور یہ اہل تناسخ کا مذہب نہین بلکہ آسمانی مذہب ہے

خدا کا شکر ہے کہ جنت اور دوزخ کا وجود تو اہل تناسخ کے اصول پر ضروری ہو
اب رہی وہ تفصیل جو انبیا علیہم السلام نے بیان فرمائی ہے جب اوسکا موقع
آیگا تو انشاء اللہ تعالٰے وہ بہی ایسے ہی ثابت ہو جائیگی جیسے تناسخ کا بطلان۔

نمبر ۲۳۔ جو چیز بتدریج قوت سے فعل کی طرف اور ایک حالت ادنےٰ سے
مرتبہ علیا کی طرف ترقی کرتی ہے تو چونکہ یہ دونوں حالتیں متضاد ہین۔ لہذا
ایک وقت مین وہ دونون جمع نہین ہوسکتین جیسے روح نے ایک جون مین
بتدریج ترقی کرکے ساٹھ ستر برس کی عمر مین علوم اور معارف حاصل کئے تو
جیسے نطفہ ایک حالت سے دوسری کی طرف ترقی کرکے انسان ہوگیا اور
اب وہ انسان نطفہ نہین ہوسکتا اسیطرح روح کی جو حالت یوم ولادت
تہی اور ساٹھ ستر برس کی عمر مین وہ حالت جاتی رہی آج دوسرے جون مین
ولادت کیوقت اوسکی پہلی حالت عود نہین کرسکتی اور تناسخ مین یہی لازم آتا ہی
کہ روح نے جو پہلے جون مین ترقی کی تہی اور اوسکے کمالات قوت سے فعل
مین آتے تہے آج دوسرے جون کے وقت وہ انسان بنکے پہر نطفہ ہوئی جاتی
ہے اور یہ عقل محال ہی۔ کیونکہ روح جب ایک جون چھوڑتی ہی تو اوس کے
علوم اور معارف باطل نہین ہوتے بلکہ تجرد تو اور علم کی روشنی کو بڑہاتا ہے
اور اگر زیادتی نہ ہی ہو تو کم سے کم اوسقدر علوم اور معارف تو ضرور رہنی
چاہئین جو پہلے حاصل تہے۔

اب یہ دلیل یون ہی بیان کرسکتے ہین کہ دوسرے جون کے کمالات سے
بالفعل متصف ہی اور اس جون کے اوصاف بالقوہ اور حیثیت سے ہے۔ اور
بالفعل اور حیثیت سے بالکل غلط ہے کیونکہ وہی علوم اور معارف جو پہلے جون
مین جس وقت سے حاصل کی تہی وہی اب پہر اوسیوقت سے حاصل ہونگے نہ بات
کرنی آتی ہی نہ وہ علوم اور معارف حاصل ہین جو پہلے مرمر کر حاصل کئے تہے۔
اور اگر وہ علوم اور معارف جو پہلی حاصل کئے تہے اب جلتے رہے تو وجہ کیا ہی

اور ترقی سے تنزل کیون اور وہ علوم اور معارف زایل ہونے کا سبب کیا ہی۔

اب نتیجہ نکالنا سہل ہوگیا کہ روح مین بالفعل وہ معارف اور علوم موجود ہون جو پہلے حاصل کیئے تہے یہ بہی محال ہے اور علوم سابقہ کا زایل ہونا یہ بھی باطل تب بجز اسکے کہ تناسخ باطل ہو اور روح کا پہلے اس قالب سے اور کسی جون مین جانا باطل ہو اور کوئی صورت ہی نہین ہوسکتی یہ وجہ ابطال تناسخ کی ہے وہ کہ علاوہ وہ تناسخ [illegible] حکمائے ہند کے جسقدر صورتین بھی تناسخ کی عقل تجویز کرسکی یا کوئی احتمال کی طرف گیا ہو وہ سب باطل ہین۔

اس بنا پر روح کا ایک قالب کے بعد دوسرے قالب مین جانا مطلقًا محال ثابت ہوگیا اگرچہ ایک ہی مرتبہ کیون نہو۔ والحمد للہ تعالے علی ذلک سوامی دیانند جی صاحب کا یہ جواب دینا کہ پہلے جون کی باتین اسوجہ سے یاد نہین ہین کہ انسان کا حافظہ اور علم محدود ہے اسکے متعلق ہم پہلے ہی لکھ آئے ہین اور پھر عرض کرتے ہین سب باتین یاد نرہین مگر صرف جون تو یاد رہنا یا جو باتین روزمرہ صدہا مرتبہ کی تہین وہ بہی غیر متناہی جونون مین وہ تو ضرور یاد رہنی چاہئی تہین آگ پانی ہوا کو تو جانتے ایسے بے عقل کیون ہوگئے یا تو اتنے بڑے گیانی تھے کہ دنیا مین انکی نظیر نہی یا پیدا ہونے کے برس دن کے بعد پانی کو مم اور کہانیکو ہپتا کہنا سیکہا ہے جو شخص بدون عقلی بات کی لقمہ نہ توڑے اوسکے اصول مذاہب اسقدر کمزور ہون یہ کسقدر کمزوری کی بات ہے:۔

ہم نہایت زور سے کہین گے کہ ہر شخص کا ایک ہی انداز پر پیدا ہونا اور ایک ہی طریقہ سے علوم اور ضروریات کو حاصل کرنا بڑی دلیل یہ ہی کہ بیچاری روح نئی نئی دنیا مین آئی ہی یہ بالکل غلط ہے کہ ہمیشہ سے یہین گلیون اور کوچون مین پہر رہی تہی۔

نمبر ۴۔ ایک سیدہی سمجھ والے اور منصف کے لئے یہ چوتہی دلیل ابطال تناسخ کی عرض کی جاتی ہے کہ دار العمل اور دار الجزا ایک نہونا چاہئے جو مدرسہ اسکول کالج کی تعلیم

سکے لیئے بنایا گیا ہی اوس سے فارغ ہو کر مثل کالج سے علیحدہ جا کر کوئی عہدہ ملنا چاہئے اور اگر اوسی اسکول یا کالج کا پروفیسر ہو تو طالب علم کی مد سے تو ضرور خارج ہی ہوگا جسکو حقیقت مین کہا جاویگا کہ وہ اب کالج سے فارغ ہے۔ یہ کونسا کالج ہے کہ ساری عمر پڑھو محنتین کرو ڈگریان حاصل کرو امتحان مین کامیاب ہو۔ امتحان صحیح ثمرہ کیا پھر نئے سرے سے الف با تا شروع کرو اور تمام تحصیل سے فارغ ہو کر پھر امتحان دیکر پھر بڑے ہو جو پہلے طالب علمی مین کھانا دانا مکان وغیرہ ملتا تھا پھر وہین موجود ہی اور اگر کہین قسمت سے رستگاری بھی نصیب ہو اور رکھتی کسیکی ہو بھی جائے اور کسی دوسرے ملک کا صوبہ دار یا صفیر مقرر کر کے بھیجا جائے یا تمام خدمات سے مستثنے کر کے بعض آرام کا زمانہ نصیب ہو تو اوس کیلیے پھر بھی حکم یہ ہی ہی کہ اسکے بعد پھر پہلے سے لڑکپن مین آؤ اور طفل نابالغ ہو کر بچون کے ساتھ نہین بچے ہی ہو کر الف با تا شروع کرو۔ اور وہی مصیبت جس سے چھوٹے تھے سامنے ہی خدائے ذوالجلال اور یہ نظام عالم! اسکو کون عاقل پسند کر سکتا ہی۔ خدائی نہوئی لڑکونکا کھیل ہو گیا کہ جب چاہا بنا دیا بگاڑ دیا پھر اوسیکو بنا دیا کوئی ثمرہ اور نتیجہ ہی نہین۔ تیلی کے بیل کی طرح روح غیر متناہی زمانہ تک محنتین کرے مگر رستگاری نہو وہ قالب کی بلاوجہ قید سے کبھی آزاد نہو۔ اچھا انصاف ہے۔

نمبر ۵۔ بطلان تناسخ کیلئے یہ بھی کافی ہی کہ تناسخ کی اصل پر آدمی کو یہ تمیز نہین ہو سکتی کہ مان بہن بیوی لڑکی وغیرہ کون ہین جن لوگون کو بیاہ مین کھیلنے سے پرہیز ہے کہ بیاہ بالکل اجنبی لوگون مین ہو اونکو بڑی دقت پیش آئے گی۔ کیونکہ یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ بیوی مین کسکی روح ہے اور اولاد مین کون ہی۔ بلکہ اور زیادہ تحقیق کیجائے تو انسان کے تمام حرکات اور سکنات مین دقت ہوگی کیونکہ یہ بھی معلوم نہین کہ جس گھوڑے پر سوار ہین وہ کون ہی اور جس بیل کو جوت رہے ہین وہ کون۔ اور دقت کیوجہ یہ ہی کہ دراصل جسقدر تعظیم وغیرہ ہے وہ روح

ہی کی ہے یہ بہی تو وجہ ہے کہ اہل تناسخ اپنے مان باپ گرو بادشاہ کیساتہہ بعد مرنیکے وہ معاملہ کرتے ہین جو خس وخاشاک کیساتہہ کیا جاتا ہے۔ اونکو بلا تامل جلادیتے ہین اگر تعظیم جسم کی بہی ہوتی تو یہ ناشایستہ حرکت اون محترمان قوم وملت کیساتہہ ہرگز روا نہ رکہتے تو جب مدار تمام تعلقات اور احترامات کا صرف روح ہے۔ تو نباہا جائے کہ نکاح بیاہ کسکے ساتہہ ہو اور نوکر لازم کسکو رکہا جائے غرض تناسخ کو مانکر یہ بتادیا جائے کہ دنیا کے کاروبار سلامتی اور دینداری کے ساتہہ کسطرح ہو سکتے ہین۔

اور اگر جان بچانے اور پیچہا چہوڑانے کے واسطے یہ کہا جائے کہ ہم کو جسقدر تعلقات ہین وہ جسم ہی کے ساتہہ ہین روح سے کیا غرض اوسکو کسنے دیکہا ہے تو پہر جسم کے مرنے کے بعد اسقدر تو ہین کیون کیجاتی ہے جسکو کوئی اہل انصاف محبت اپنی بڑون کے ساتہہ نہین کر سکتا۔

یہ جواب کہ روح کا تعلق جب تک جسم سے ہے جب ہی تک محترم اور ذی تعلق ہے تو یہ جواب پہلے شبہ کو اور قوی کرتا ہے معلوم ہوگیا کہ اصل تعلق اور احترام روح ہی کا ہے جسم اوسکے تابع ہے۔

نمبر ۶۔ ملاحظہ ہو ستیارتہہ پرکاش صفحہ ۲۵۰ سوال ایشور اپنی بہگتون کے پاپ معاف کرتا ہے۔ جواب نہین الخ

تناسخ کے اصول پر اس تصریح کو ملاحظہ فرمائے اب اہل تناسخ سے سوال یہ ہے کہ اول تو مردے کے گناہ معاف نہین ہوتے جو کرم کرتا ہے اوسکے موافق اوسکو جزا سزا کا ملنا ضرور ہے تو اب کسی مردے کی طرف سے صدقہ خیرات کنا گت وغیرہ سب لغو حرکت ہو جائے۔ ایک شخص کا باپ مرکر مرغی ہو گیا یا بہینس گائے ہوکر کہین دودہ دے رہا ہے اب اسکو صدقہ خیرات سے کیا نفع ہو سکتا ہے۔ اسکا جواب اگر کوئی شخص یہ دے کہ ہم کناگتون کے بہی قایل نہین اور واقعی تناسخ کی اصل پر یہ سب لغو ہے تو اونکی خدمت مین عرض ہے کہ آپ مردون کیساتہ

سلوک کو ناجایز بہہ سمجھتے ہو اور ضرور سمجھنا چاہیئے مگر زندون کے ساتہہ بھی سلوک الفت محبت مروت رحم عزبا پروری مسکین نوازی کو مجبوب جانتے ہو یا ہنین اچھا بہہ سمجھتے ہو اور ضرور سمجھنا چاہیئے لیکن جواب کے لئے مستعد ہو جاؤ ا بہی وہ شبہ بہی آتا ہی کہ تناسخ کی روسے یہ بہی ناجایز ثابت ہونگے۔

مگر اسوقت چٹنی کے طور پر ایک مزید ار بات عرض کرنے کو دل چاہتا ہے کہ شوامی جی دیانند صاحب کا حکم تو ا بہی ستیارتہہ پرکاشں سے معلوم ہو گیا کہ خدا کیسکے گناہ معاف ہی ہنین کرتا بلکہ آگے چلکر یون فرماتے ہین۔ کیونکہ اگر وہ پاپ معاف کرے تو اوسکا انصاف جاتا رہے اور تمام انسان سخت پاپی ہوجایئن الخ پہر فرماتے ہین اس لئے تمام اعمال کا مناسب نتیجہ دینا ایشور کا کام ہے نکہ معاف کرنا غرض یہ ہی کہ ایشور گناہ اسواسطے معاف ہنین کرتا کہ گناہ کا معاف کرنا عدل وانصاف کے خلاف ہی اور اسکی وجہ سے لوگ سخت پاپی اور بدکار ہو جاینگے اسوقت اس مضمون کی نفسہٖ غلطی اور صحت سے عقلی طور پر بحث ہنین ہے مقصود یہ ہے کہ ذرا رگوید ادہی بہاشی بہومکا بھی ملاحظہ ہو۔ اے بہگوان آپکی عنایت سے ہمین پران اور اشیار خوردنی اور قوت ہر جسم مین حاصل ہون زمین سورج انترکش (خلا یا بالائے زمین) اور سوم (نباتات) ہمین پہر اگلے جنم مین زندگی دینے والی اور جسم کی پرورش کرنے والی ہون اے قوت عطا کرنے والے پرمیشور ہمین اگلے جنم مین پہر وہرم کا راستہ دکہاؤ ہمین ہر جنم مین آپکی رحمت سے ہمیشہ سکھ حاصل ہو یہی آپ سے التجا ہے (رگوید اشٹک ۸ ادہیائے ۱۔ ورگ ۲۳ منتر ۷) (۱۳/۴۵)

یہ منتر شوامی جی کے قول کے کستقدر مخالف ہے کیونکہ جب ایشور تمام اعمال کا بدلہ مناسب طرح سے دیتا ہی اور اسکا خلاف کرنا خلافِ عدل وانصاف ہی تو اب یہ دعا لغو حرکت ہنین تو اور کیا ہے۔

ناظرین انصاف فرمائین کہ رگوید کو غلط کہا جائے یا سوامی جی کے کلام کو مگر ظاہر ہے کہ رگوید غلط ہنین ہو سکتے۔ تو یہ منتر ہی بطلان تناسخ پر ایک مستقل

نقلی دلیل سمجھنی چاہئے کیونکہ یہ منتر صاف بتا رہا ہی کہ ہمکو جو کچھہ ملتا ہی وہ بھگوان کی عنایت سے ملتا ہی کرم کا بدلہ نہین یا کرم کا بھی بدلہ ہی تو بھگوان کو بھی ضرور قدرت اور تصرف تھہرا اور مخلوقات پر فاعل ہی وہ ہماری ہدایت کرسکتا ہی یہ تمام امور وہ ذیل ہینسے تناسخ کی جڑ ہی اوکھڑ جاتی ہی جسکا مفصل بیان پہلی عقلاً ہو چکا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ وید سے بھی ایک عقلی دلیل کی تائید ہوگئی گو ہم کو اسکی ضرورت نہ تھی کیونکہ ہم عقلی طور سے کلام کررہے ہین لیکن جب وید ہی ہماری ہم زبان ہوگیا تو وید کے ماننے والونپر ضرور حجت ہوگی بلکہ غور کیا جائے تو اس سے وید کا کلام الہی الہامی کتاب ہونا ثابت ہو تو محرف ہونا ثابت ہی ہی جسکو اہل عقل خود سمجھہ سکتے ہین چونکہ ہماری بحث سے خارج ہے اسواسطے ہمکو اسمین گفتگو کی ضرورت نہین۔

نمبر ۷۔ اہل تناسخ خدائے ذوالجلال کو ظلم سے بچانے کی غرض سے تناسخ کے چکر مین پڑے ہوئے تھے لیکن علاوہ بیانات سابقہ کے یہ بات انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوجائیگی کہ ارباب تناسخ اب بھی اس نسبت کو دور نہین کرسکے کیونکہ ثواب عذاب راحت ورنج جسکی بھی مستحق ہے وہ روح ہے یہ بیچارہ غریب مادہ تو ملزم ہو ہی نہین سکتا۔ پھر مادہ مین جو ترجیح بلا مرجح ہی اوسکی کیا وجہ ہے کوئی مادہ بادشاہ کے جسم مین لگایا جاتا ہی کوئی چمار کے کوئی حسین کے جسم مین استعمال کیا جاتا ہے کوئی بدصورت مین کوئی جسم رشیونکو دیا گیا کوئی ملیچھہ لوگون کو روح مین بوجہ کرمونکے فرق آتا بجا تھا وہ بادشاہ رعایا ہون صحیح ہے غریب بے قصور مادہ پر جو ظلم ہوتا اوسکی کیا وجہ ہے جو اجزا ر آنکھ مین لگائے گئے ہین اوہنون نے کیا اچھے کرم کئے تھے اور جو پیشاب پائخانہ پیرون مین لگائے گئے ہین اونکا کیا قصور ہے۔

جواہرات اور در یکتا مین جو اجزائے لایتجزی برابر ہین اونکی کیا خوبی تھی اور سڑک پر جو اینٹ روڑے پتھر کوئلے جلتے ہین اون مین کیا نقصان تھا۔

اسکا یہ جواب دینا کہ عزت و ذلت قدر و منزلت ذی علم کی سی ہوتی ہے اور وہ بھی جب ادراک ہی نہین تو اوسکی کیا بلی تو غیر ہی ہے نہایت بیجا بات ہے

کیونکہ کون شخص ہے جو موتی اور پتہر اور سونے اور لوہے کو برابر کہد یگا اجہون اور گروا اور بادشاہون کے ہاتہہ چومے جاتے ہین اور بیشیا سیاہ کارہ جنگلو مین زمین کے اندر دفن کر دیا جاتا ہے۔ یاخانہ کی قدمچے کی لکڑی اور تخت شاہی اگر دونون ایک مرتبہ مین ہین تو ایک کو دوسرے کی جگہ رکہہ تو دیکہو کسی کے باپکے نقش کو غلاظت مین ڈال تو دیکہو۔

علاوہ ازین اہل تناسخ کے مذہب پر مادہ بے جرم ہونیکے علاوہ وہ الیشور کا بہ ا کیا ہوا بہی تو نہین کہہ یہی کہہ۔ یا جائے کہ مالک کو اختیار ہے گو تناسخی یہ بہی نہین کہہ سکتے کیونکہ اون کے نزدیک تو یہ بہی بڑا ظلم ہے سب کے سب ملکر اس لاجل شبہ کا جواب دیدین تو ہم بہی جانین جو جواب مادہ کے بارہ مین یہ حضرات دینگے منکرین تناسخ اوسیطرح سے روح کا ظلم بہی اوٹہا دینگے جب مادہ مین بلاوجہ اختلاف ہے روح کو قالب بہی بلاوجہ مختلف دئے گئے مادہ اور روح ایک ہی مرتبہ مین ہین جیسے روح کو قدیم کہا جاتا ہے مادہ کو بہی اوسی تختِ سلطنت پر بٹہایا گیا ہے پہر وجہ فرق کیا ہے۔

نمبر ۸ - ایک ایسی صاف اور عقلی خرابی تناسخ مین لازم آتی ہے کہ اوسکو سمجھنے کے لیے کوئی منصف تناسخ کا قائل نہین ہو سکتا اور وہ یہ ہے کہ محبت الفت رحم دلی غربا پروری مسکین نوازی صدقہ خیرات حاجتمندون کی حاجت روائی مریضون کی دوا دارو مصیبت زدون کی ہمدردی ایسے مسلم امور ہین کہ اپنی قوم اور ہم مذہب کے علاوہ دوسرے لوگون سے بہی محمود ہین بلکہ اگر کوئی شخص اپنے عزیز و اقارب قوم ملک کے علاوہ دوسرے لوگون سے بہی ہمدردی کرتا ہے تو اوسکی اور زیادہ تعریف ہوتی ہے محبت و شفقت و رحم انسان سے تجاوز ہو کر دوسرے جانورون پر بہی محمود ہے۔

تو پہر جس اصل اور مذہب کی بنا پر ایسے مسلم صفات کمالیہ مذموم ہو جائین وہ مذہب نقلاً عقلاً کیسے مطابق عقل ہو سکتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ تناسخ کی اصل پر جو شخص بہی جس اختلاف جس تکلیف

رنج وغم الم درد مصیبت مین مبتلا ہی وہ کسی نہ کسی بُرے فعل کا بدلہ بھگت رہا ہے اور یہ بدلہ بھی ایسا لازمی اور ضروری ہے کہ اسکے خلاف ایشور بھی نہین کرسکتا اگر وہ ایسا کرے تو عادل اور منصف نرہے گا چنانچہ ابہی عبارت ستیارتھ پرکاش نقل ہو چکی ہے۔

توجسطرح کسی ڈاکو رہزن چور کو قید نہ کرنا یا قید ہوی ہوی کو چہیڑ دینا ظلم ہے اسیطرح کسیکی تکلیف کو دور کرنا عین ظلم ہونا چاہیے بلکہ اگر کوئی مصیبت مین مبتلا ہو تو یہ سمجھکر کہ اس نے ضرور کوئی برا فعل کیا ہی جسکا ایشور جیسے رحیم و کریم نے یہ بدلا دیا ہے دو دہکے اور لگانے چاہئین۔ جو غریب فاقہ کش مانگنے کیواسطے آیا ہے بس چلے تو اوسکی ٹوپی بھی اوتار لین اور زاد لٹا کہلانا چاہئے تناسخ کو تسلیم کرکے پھران امور کی خوبی کو اگر کوئی عاقل باقی رہہ سکے تو وہ ہماری رہنمائی فرمائے۔ جب تناسخ ایسی بلا ہی کہ اوسکی بنا پر تڑپنے والے بچے کو پانی دینا بہوکے کو کہانا کہلانا خلاف عدل و انصاف ہے تو بیشک جو مذہب تناسخ کو اپنا امام بنائیگا وہ مذہب بھی خلاف عدل و انصاف ہی۔ اہل تناسخ اس نمبر کو خوب غور و تامل سے پڑہین منصف کے لئے خدا چاہے تو یہی کافی ہے۔

یہ وہی بات ہی جسکا آپ ہی زعدہ کیا تہا کہ اصل تناسخ پر مُردون ہی کیسا تہہ ہمدردی نہین بلکہ زندون کے ساتہہ بہی احسان و سلوک جرم اور حرام ہوجائیگا۔

نمبر ۹۔ ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش۔ یعنی پرمیشور اوس جیو کے اپ ذہن کے مطابق جنم دیتا ہی وہ ہوا۔ اناج۔ پانی۔ خواہ جسم کے مسامون کے ذریعہ سے دوسرے جسم مین ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہی بعد داخل ہونے کے سلسلہ وار نطفہ مین جاکر حمل مین ہوکر جسم اختیار کرکے باہر آتا ہے اگر اعمال عورت کے جسم حاصل کرنیکی لایق ہون تو عورت کے جسم مین اور اگر مرد کے جسم حاصل کرنیکے اعمال ہون تو مرد کے جسم مین داخل ہوتا ہی اور حمل ٹہرنے کے وقت عورت اور مرد کے جسم مین بوقت مباشرت حیض اور منی کے برابر ہونے کی وجہ سے مخنث پیدا ہوتا ہے۔ صفحہ ۲۴۳

اگر کسیکے ایسے اعمال ہون کہ نصف گدہے کے جون کو مقتضی ہون اور نصف گہوڑا ہونیکو تو گو جواب بہت سہل ہے کہ خچر ہو جائیگا مگر گفتگو اسمین ہے کہ وہ گہوڑی کے رحم مین آئیگا یا گدہی کے اور دونون صورتون مین خچر ہونا ناممکن ہے سوامی جی دیانند نے اہل تناسخ پر یہ بہت بڑا اسقدر پیش کر دیا کہ جب ایک شخص کے اعمال ایسے ہون کہ نصف عمل تو ایک نوع کو چاہین اور نصف دوسرے کو تو وہ کس جون مین جائیگا ایشور کو تو اس اصول کے موافق کچھ کرنے کا اختیار رہی نہین ترجیح بہی نہین دیسکتا اہل تناسخ اس شبہ کو عقلاً حل فرمائین تو باعث شکوری ہوگا۔

خیر یہ بات تو ضمناً آگئی تہی اصل بات یہ ہی کہ ہر روح اپنی جسم کی مزلی ہے اور تحریر بالا کی موافق اب ایک جسم مین ایک وقت مین ایک سے زاید روح مجتمع ہو سکتی ہے اور یہ عقلاً ناجایز ہے کیونکہ جب روح نے جسم پالیا اب وہ اوسمین تصرف نکرے محال ہے تمام ارواح کو جب ایک ہی طرح کا مانا گیا ہی تو جدید روح پہلی روح سے کسیطرح بہی کم نہین ہی جو اوسکی قدامت یا قبضہ اسکے تصرف کو مانع ہو۔ اور اگر تسلیم بہی کر لیا جائے کہ پہلی ہی روح غالب رہی لیکن آخر اس جنگ و جدل کا کوئی اثر تو ہونا چاہئے تہا۔ حالانکہ ایک شخص کے متعدد اولاد ہولی ہے مگر اوسکو ارواح کے داخلہ یا لڑائی کے وقت کوئی بہی انقلاب محسوس نہین ہوتا۔ ایک بدن کے ساتہہ دو نفسون اور روحون کا تعلق محال ہی۔ یہ کہنا کہ ایک مدبر بدن ہی اور ایک محبوس بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ارواح کا تعلق ابدان کے ساتہہ یکسان ہی تو جدید روح کو بہی وہی تعلق ہوگا جو قدیم کو تہا پہر جب وہ سلسلہ دار نطفہ کے ساتہہ رحم مین داخل ہوتی ہے تو یہ بہی نہین کہہ سکتے کہ اوسکے قیام کی جگہ جسم والد مین کوئی خاص ہے جہان وہ محبوس ہے تو پہر اوس روح کے علوم وغیرہ کا کوئی اثر والد مین ہنوا اور وہ روح تمام علوم کو فراموش کر دے حالانکہ اسوقت ایک تربیت یافتہ جسم مین موجود ہے جسکے حواس وغیرہ سب اس قابل ہین کہ روح جدید کے علوم ظاہر ہو سکین روح ایک جسم عنصری مین جاکر اور بے تصرف رہی

اور دوسری روح سے کوئی جنگ وجدل ہونا ممکن ہے۔ ورنہ یہ ممکن تہا کہ ایک
شخص جسمین اوسکی اولاد کی روح بہی آئی ہوئی ہے اگر اوسکا گلا کوئی گہونٹدے
اور روح مدبرہ بدن سے نکلجائے تو روح محبوس اسوقت بدنپر تصرف کرنے
لگے حالانکہ ایسا نہین ہوتا بلکہ روح مدبر کے ساتہہ جملہ ارواح خارج ہوجاتی ہین
تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام ارواح کا بدن کے ساتہہ ایک ہی طرح کا تعلق ہے
روح چونکہ مجرد ہی وہ گوشت وپوست نطفہ وغیرہ کسی رطوبت کی جزو نہین
ہوسکتی بلکہ اوسکے جسم کے ساتہہ وہی تعلق ہوگا جو پہلے روح کو تہا اور اس صورت
مین بیشمار مفاسد لازم آئینگے زیادہ جو اتفاق سرزد ہونگے اگر وہ دونون کی
شمار ہونگے اسمین تو ارد علل لازم آئیگا جو محال ہے اور اگر ایک کے ہونگے تو ترجیح
بلا مرجح لازم آئیگی۔ الحاصل جیسے ایک ظرف خاص مین دو جسم کہ جو ایک ہی جسم کی
لایق ہے نہین آسکتے اسیطرح ایک جسم مین دو روح بھی نہین آسکتین اگر ایسا
ہو تو انسان ایسا تمام مرجائے۔ کیونکہ جسم انسانی کا کوئی جزو لا یتجزی ایسا نہین
جس سے اوسکی روح کو تعلق خاص نہو پہر اسیطرح ہر جزو کیساتہہ وہی تعلق دوسری
روح کو بہی بیشک فساد جسم کا باعث ہونا چاہئے۔ روح جسم مین ضرور ہی گو ہم
اسکو نہ بتا سکین کہ کسطرح ہی جسم خاص روح خاص کا ضرور ظرف ہی اور ایک جسم جسطرح
ظرف مین ہوتا ہی اوس سی روح کا تمکن بیشک بڑہا ہوا ہی کیونکہ روح مجرد ہے
اور جسم مادی تو جیسے پاؤ بہر کے گلاس مین آدہ سیر پانی کا آنا محال ہے ایک جسم
مین ایک ہی طرح کے دو روحونکا اجتماع بھی محال۔ لہذا اگر سلسلہ تولید بطریق تناسخ
ہوتا تو والد کی روح جسم مین داخل ہوتے ہی باپ یا مان ضرور مرجاتے۔

مگر واضح رہے کہ مان کے پیٹ مین جو بچہ ہے اوس سے اعتراض نہین ہوسکتا
کیونکہ بچہ علیحدہ جسم مستقل ہے مان کے اعضا مین سے نہین ہے اور جو روح بچے کی
ساتہہ متعلق ہی وہ مان کے جسم کے ساتہہ تعلق نہین رکہتی یہی وجہ ہے کہ مان مرجاتی ہی
اور بچہ پیٹ مین زندہ رہتا ہی۔ اور بچہ پیٹ مین مرجاتا ہی اور مان زندہ رہتی ہے

بخلاف تناسخی روح کے کہ وہان ایک ہی جسم کے ساتھہ دو روحون کا برابر تعلق ہی

یا تو اہل تناسخ اس مسئلہ کو صاف بیان کرین کہ دونون روحون کا جسم واحد کے

ساتھہ کیسا تعلق ہی ورنہ تناسخ قطعًا محال ہی جیسا کہ مشرح مذکور ہوا۔

نمبر ۱۰- تلک عشرہ کاملہ کا مصداق بنانے کے واسطے اخیر مین لبطلان تناسخ ہر ایک

ایسی قوی وجہ پیش کرتے ہین کہ اہل تناسخ اوسکی مقابل مین دم ہی نہ مار سکین اور بجز

تسلیم کے چون وچرا کی گنجایش ہی نہ رہے وہ ہم نہین کہتے بلکہ اون کے مقدس

ویدسے ثابت ہوتا ہی ملاحظہ ہو رگوید بہاشا بہومکا صفحہ ۱۳۱ جو جیو پچھلے جنم مین جس

قسم کے دہرم کے کام کیئے ہوتا ہے۔ اونہین کے مطابق اگلے جنمون مین بہت سی اعلیٰ اعلیٰ

جسم حاصل کرتا ہی اور اسیطرح جو پاپ کے کام کیئے ہوتا ہی وہ اگلے جنم مین انسان کا

جسم نہین پاتا بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پاکر دکہہ بہگتتا ہی۔ پچھلے جنم کے کیئے ہوے پاپ اور

پن کے مطابق سزا یا جزا پانیوالا جیو پچھلے جسم کو چھوڑکر۔ ہوا پانی۔ نباتات وغیرہ

اشیاء مین داخل ہوکر اپنے پاپ اور پن کے مطابق کسی جون مین پڑتا ہی۔ جو جیو ایشور

کے کلام یعنی وید کو بخوبی جان اور سمجھکر اوسپر عمل کرتا ہی وہ مثل سابق پہر عالمون کا

جسم پاکر سکہہ بہگتتا ہی اور اوسکے خلاف عمل کرنے سے پہر نرک یعنی حیوانات وغیرہ کا

جسم پاکر دکہہ پاتا ہی (اتہرو وید کانڈہ الو واک۔ ورگ انتر ۲۔

اس منتر سے معلوم ہوگیا جو پاپی ہے وہ انسان کا قالب نہین پاسکتا بلکہ حیوانات

وغیرہ کا جسم پاتا ہی اور جو وید کو خوب سمجھہ اور جانکر اوسپر عمل کرتا ہی وہ انسان کا جسم

پاتا ہی اور جو اوسکے خلاف کرتا ہی وہ حیوانات وغیرہ کا جسم پاکر دکہہ پاتا ہے اسکے

بعد مسئلہ بالکل صاف ہے جسقدر انسان موجود ہین اون مین کوئی پہلے جسم کا

پاپی نہین یا پاپ کئے تہے تو حیوانات وغیرہ کے جسم مین جاکر دکہہ سہکر پاک

ہولیا ہے اور نیز جسقدر روحین انسانی قالب مین ہین وہ پہلے وید مقدس کو خوب

سمجھکر اوسپر عمل کرچکین ہین جب ہی تو انکو انسان کا قالب ملا۔

اب شبہہ یہ ہی کہ انسانون مین جو اختلاف ہو رہا ہی یہ کیون ہے عمل تو سب کے

اچھو تھے سب گیانی وید کے جاننے سمجھنے والے پھر یہ اختلاف کیون ہی کوئی امیر کوئی غریب کوئی بدصورت کوئی خوبصورت۔

فرمایا جائے کہ خداوند عالم عادل ہی یا نہین اگر ہے تو اختلاف کیون اور نہین تو پھر تناسخ سے کیا فائدہ ہوا یہ جواب دینا کہ منتر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا قبلا تو بوجہ نیک کامون کے ملا اور چونکہ نیک کام بھی مختلف ہین اسوجہ سے یہ اختلاف ہو رہا ہی یہ ایک بات ٹھی ہی اور ایک احتمال پیدا کرتا ہی جسکے سننے کے لئے ہم اسوقت تیار نہین ہین کیونکہ ہم نے اسوقت نقلی دلیل پیش کی ہے جو وید کا منتر ہے اسکے مقابلہ مین خلاف وید کوئی بات مسموع نہوگی اگر عقلی بات کہتی تو ہم بفضلہ تعالیٰ اس مسئلہ کو عقلی طور سے نہایت فصاحت سے عرض کر چکے ہین جسمین کوئی احتمال عقلی نہین چھوڑا ہی جسکو دلایل قطعیہ سے باطل نہ کیا ہو چنانچہ بیان سابق سے ظاہر ہے۔

اسکے بعد اسقدر عرض کر دینا اور ضروری معلوم ہوتا ہی کہ آخر جن بڑے بڑے حکما کا نام لیا ہی یہ بھی کوئی معمولی اشخاص نہ تھے۔ دارالعلوم دیوبند ادام اللہ تعالےٰ بقاہا وفیوضہا کا ایک ادنےٰ طالبعلم ایک بالکا دلایل قطعیہ سے باطل ہونا ثابت کردی اور اتنے بڑے بڑے حکمار کی جماعت کثیرہ نہ سمجھے یہ بات بھی بدقت تسلیم کیجا سکتی ہی اسکا جواب یہ ہی کہ اسوقت مقلدانہ گفتگو نہین ہی ہماری ہیچمدانی اور نادانی اور گمنامی اور ناقابلیت مدنظر نہ کیجائے بلکہ بات کو دیکھہ لیا جائے صحیح ہے تو قبول کر لیا جائے ورنہ جواب دیا جائے اگر تقلید کیجائے تو تقلید کرنے کی اور جماعت ہی جنکے علوم پاک وصاف جنمین غلطی کا شائبہ بھی نہین جنکی انوار سے آفتاب نور حاصل کرتا ہی جنکے کلام سے عقل کو جانچا جاتا ہی وہ مقدس جماعت گروہ انبیا علیہم الصلواۃ والسلام جن کی سردار اور افسر اعلیٰ سیدنا ومولانا جناب محمد الرسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہین۔ یہ عاجز تو محض ایک ناقل ہی حکمار کے اقوال کے باطل فرمانے والے اور نسے بہت بڑے حکیم تھے جنکی امت کا کیا ٹھکانا ہی خاتم حکمار امتہ محمدیہ علی صاحبہا الصلواۃ والتحیہ حضرت مولینا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ قاسم العلوم والخیرات جنکے دسترخوان کی یہ سب

موجودہ حضرات خوشہ چین ہین یہ چمکتے ہوئے آفتاب اوسی تیرِ اعظم فلک تحقیق کی درخشان ستارے ہین اگر اونہین کے تحقیق کی ایک جزو لطیف کو ظاہر کیا جائے تو تمام فلاسفہ کی تحقیق تارِ عنکبوت کی طرح نیست و نابود ہو جائے اور ہمکو تو اتنی بہی قابلیت نہین کہ اوس عالیجاہ کے مطلب کو پورا ادا بہی کر سکین۔ اور اگر حکمار کے کلام مین تاویل ہی کیجائے تو بیشک اونکے کلام مین تاویل کی گنجایش ہے جسکا مطلب یہ ہو سکتا ہی کہ عالم آخرت مین ہر روح کو اوسکے مناسب قالب عطا کیا جائیگا یہ مطلب اگر ہی تو صحیح ہی اور اگر وہ مطلب ہی جو اہل تناسخ بیان کرتے ہین تو ایک جماعت حکمار کیا اگر دنیا بہر کے حکمار بہی اتفاق کر کے کہین تو یقینی غلط ہے۔ چونکہ اسوقت اس مضمون کو یہین ختم کرنا ہے اسیواسطے بقیہ مضمون تناسخ خدا چاہے اگلے حصہ مین عرض کرونگا۔

الحاصل سزا و جزا کے مسئلہ مین حکمانے تو یہ جواب دیا جو عقلاً غلط اور باطل ہے اب حضرت انبیا علیہم الصلواۃ والتسلیم کی خدمات مین جو استفسار پیش کیا گیا تو جواب یہ ملا کہ خداوند عالم اپنی خدائی کا مالک ہی جسکو جو چاہی عطا فرمائے جو چاہی ندی اوسپر کسیکا کوئی حق نہین سب پر اوسیکا حق ہی ہان جو اوسنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا فرمائیگا اوسکا ہر فعل عین عدل و حکمت اور اوسکے سب افعال عقل سلیم کے مطابق ہین کوئی حکم ایسا نہین جو عقل کے خلاف ہو یہ دنیا دار العمل ہی اسکے بعد ایک اور عالم ہے جسکو دار الجزا کہنا چاہیے وہان نیکون کو نیک افعال کا بدلہ اور بدونکو افعال بد کا بدلہ ملیگا دنیا سے جاکر کوئی روح پہر کسی قالب مین واپس نہین ہوتی ہر روح کو ایک قالب انسانی دیا گیا ہی اور ہدایت کیواسطے انبیا علیہم الصلواۃ والتسلیم کو آفتاب ہدایت بنایا ہی جس نے اونکی اتباع کی نجات ابدی پائی اور جس نے اونکا خلاف کیا ہمیشہ کیواسطے خسران اور ٹوٹے مین رہا انبیا علیہم الصلواۃ والتسلیم کا اجماعی مسئلہ ہے کہ ایک نبی علیہ الصلواۃ اسمین بہی خدا کا حکم نہین بیان فرماتے حکمار کیطرح نہین کہ کوئی کچھ کہی کوئی کچھ۔ یہان چونکہ سچا علم ہی اور سچی بات ایک ہی ہوتی ہے اسوجہ سے عقاید اور اصول مذاہب مین جو خیر نجات کا مدار ہے سب متفق ہین مگر اسکے لئے اسکی ضرورت ہے

کہ نبوت اور نبی کی حقیقت اور پہر اونکی ضرورت اور سلسلہ نبوت کسپر ختم ہوا۔
اور ختم ہونے کی کیا ضرورت ہی اور یہ کہ اونکو علوم کسطرح حاصل ہوتے ہین اور انکے
علوم مین غلطی کا احتمال کیون نہین ہے اور کس قسم کے علوم ہین جنمین انبیا علیہم الصلوٰۃ
والتسلیم سب متفق ہین اور کسقدر مین اختلاف ہی اور اختلاف کیون ہے اور اس
اختلاف کیوجہ سے نشان نبوت مین تو کوئی نقصان لازم نہین آتا۔ پہر یہ کہ
عقل کے مطابق ہونے اور نہونے کا علم کسطرح سے ہو اوسکا معیار کیا ہی اور یہ کہ
کسی امر کا سمجہہ مین نہ آنا اور ہی اور عقل کے خلاف ہونا اور ہے اور دار آخرت
کے متعلق ہمکو یہ ثابت کرنا کہ کونسے امور قطعیہ ہین اور کسقدر امور ظنیہ ہین اور کسقدر
ہماری عقل مین آئے ہین اور کسقدر نہین آئے مگر جملہ امور مین سے ایک بہی مخالف
عقل سلیم نہین ہی اسکے لئے ایک بسیط تقریر کی ضرورت ہی جسکو غالبًا میرے
اور احباب بہی بیان فرمائینگے اور اگر زندگی باقی ہی اور خدا کو منظور ہے تو ہم بہی
عرض کرینگے اسوقت تو ہماری تقریر کا ایک حصہ ہے جسمین فقط یہ ثابت کیا گیا ہی
کہ طریقہ جزا و سزا اور ہمارا ماضی و مستقبل وہ نہین ہوسکتا جو اہل تناسخ فرماتے ہین
وہ عقلاً باطل ہیں اس ناقص تقریر کو اگر مضمون دار آخرہ کیساتھ ملا لیا جائیگا
تو انشاء اللہ مضمون کامل ہوجائیگا۔

سامعین اگر غور فرمائینگے تو انشاء اللہ تعالےٰ ابطال تناسخ مین یہ مضمون
کافی ہے آخری دعا یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ خاتم الانبیاء والمرسلین سید الاولین والاخرین
کی برکت سے اسکو قبول فرماکر بنی نوع کے لئے ہدایت بنادے و آخر دعونا الخ

تمام شد

مختصر فہرست کتب فضل المطابع پریس مراد آباد

تذکرۃ الرشید یعنی مولانا گنگوہی کی سوانح ۔ حضرت قطب الارشاد مولانا الحافظ الحاج الشیخ رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز کی مقدس زندگی کا نمونہ اس کتاب میں موجود ہی جس سے بدن اور قلب کی اصلاح اور شریعت و طریقت کی تحصیل کا طریق معلوم ہوتا ہی جس نے حضرت ممدوح کی زیارت کی وہ اس کتاب کو آپکے حالات کا نقشہ پاکر زیادہ محبت کا ثمرہ پائیگا اور جس نے آپکو نہیں دیکھا وہ آپکے حالات سے جان لیگا کہ آپ کس پایہ کے علامہ اور کس مرتبہ کے امام تھے **حصۂ اول (شریعت)** جسمین آپکے نسب شریف ولادت طفولیت شباب نکاح بیعت خلافت ایام تکلیف گرفتاری رہائی عبادت موت نکاح صاحبزادہ صاحبزادی حج اول دوم و سوم کے تاریخی واقعات کے علاوہ مطب نسخہ جات طبی مجرب اور علمی مضامین میں علما کے شبہات فقہی سوالات قرآن وحدیث کے نکات فتاوی مراسلات تدریس اور دورہ حدیث کی تقریرین اکل معے ڈیڑھ سو سے زیادہ مقدار مین درج ہین یہ حصہ ۲۸۵ صفحہ پر ختم ہی اور دو عکسی فوٹو شامل کتاب ہین جسمین ایک ... دری و صحن کا وہ نظارہ ہی جسکو شام کا جلوس کہنا چاہیے دوسرا اندرون حجرہ شریفہ کا فوٹو ہی جسمین مولانا مرحوم کی ملبوسات کی ہر شی اپنی جگہ دکھائی گئی ہی **حصۂ دوم (طریقت)** جسمین اول تصوف اور سلوک کی اصل حقیقت ظاہر کیگئی ہے اسکے بعد مولانا قدس سرہ کی عبادات معاملات عادات معمولات اخلاق اوصاف شمائل تلقین تعلیم بیعت تربیت خدام کی نگہداشت ارادت تصرفات غرض جملہ مضامین اسقدر جمع کیے گئے ہین کہ انشاء اللہ راہ روندہ راہ خدا کی رہبری و ہدایت کے لیے کافی ہی معنوی کمالات جیسی کرامات ارشادات اور صالحین کی وہ حکایات جو خود حضرت نے بیان فرمائین بیسیون درج ہین۔ منامی بشارات اکابر کی شہادات اور حضرت کے فیوضات برکات یعنی آپکے خدام پر جو ثمرات و ارادات طاری ہوئے نیز بیش خلفاء کی اسماء و مختصر حالات اسمین ظاہر کیے گئے ہین سلاسل اربعہ کی پوری تحقیق اور چشتیہ قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ خاندانون کی مع انکی متعدد شاخون قدسیہ نظامیہ افلحیہ گیسودرازیہ جیلانیہ باہیہ ابراہیمیہ مجددیہ ولی اللہیہ نصیریہ مداریہ قلندریہ کبرویہ صدیقیہ وغیرہا کی توضیح کیگئی ہی اور ہر خاندان مین حضرت مولانا کا سلسلہ انسب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک بصورت شجرہ بیان کیا گیا ہی جسمین اکثر مشائخ کی وفات اور مقام دفن بھی بتایا گیا ہی آخر مین مرض و وفات اور غیبی بشارات صالحین کی خوابین الفسار فی الاسلام۔ اسلام نے عورتون کا

کیا درجہ مقرر کیا ہی اس مبحث پر عالیجناب خانبہادر مرزا سلطان احمد صاحب ممبر اپل ریاست بھاولپور کی یہ ایک نہایت معرکۃ الآرا اور زبردست تصنیف ہے جسمین فاضل مصنف نے اُن تمام اعتراضات کے جو مغربی مصنفین اسلامی تعلیم متعلقہ طبقہ اناث پر کیا کرتے ہین۔ قرآنی احکامات سے محققانہ جواب دیے ہین۔ قیمت ۸ر

سیاحت حبیب یہ کتاب صرف ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان صاحب دام اقبالہ کا سفر نامۂ ہند ہے بلکہ اسمین افغانستان کے جغرافیائی اور تاریخی حالات لفظ پٹھان کی وجہ تسمیہ افغانون کا نسب نامہ شاہزمان شاہ شجاع کی حکومت امیر دوست محمد خان سے لیکر امیر عبد الرحمن خان مرحوم تک کے حالات تاریخ سلطنت کے عروج و زوال کے مفصل حالات امیر حبیب اللہ خان کی پیدائش سے لیکر تخت نشینی تک کے حالات گورنمنٹ ہند اور حکومت افغانستان کے تعلقات از عہد شاہ شجاع تا امیر حبیب اللہ خان سیاحت ہند کے متعلق لنڈی کوتل سے لیکر ہندوستان کے ہر چھوٹے بڑے مقام سیاحت کے نہایت تفصیلی حالات غرضکہ سیاحت کا کوئی چھوٹا واقعہ بھی نہین ہے جو اس کتاب مین درج نہ ہو قیمت عہ

ذکر جمیل (مؤلفہ مولنا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی) قوم کی بد مذاقی نے جو موجودہ طریقہ مولود خوانی کا اختیار کیا ہی اُسکو گروہ اہل علم اس سے پسند نہین کرتا کہ ضعیف موضوع احادیث اور مہمل اشعار نے اس ذکر پاک کو اپنی اصلی حالت سے دُور پہنچا دیا ہی اس کمی کو محسوس کر کے یہ رسالہ لکھا گیا ہی جسمین صحیح واقعات مختصر طور سے درج کیے گئے ہین قیمت ۳ر

آب الاسلام۔ یہ وہ بے نظیر تقریر ہی جو فضائل مآب جناب مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے موتمر الانصار کے اول اجلاس منعقدہ مراد آباد مین اسلام پر فرمائی تھی جسمین فلسفیانہ اور عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہی کہ اگر دنیا مین کوئی مذہب سرچشمۂ نجات ہی تو وہ صرف اسلام ہی ہی قیمت صرف ۴ر

روزہ کی فلاسفی (از اڈیٹر صاحب رسالہ ضیاء الاسلام) رسالہ ہذا مین روزے کے روحانی اخلاقی، تاریخی، تمدنی، معاشرتی پہلوؤن پر مفصل بحث کی گئی ہی اور اسلامی روزے کی ایسی نادر اور اچھوتی فلاسفی بیان کی گئی ہی جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہی آخر مین احکام و مسائل درج کیے گئی

شیخ سنوسی۔ اور فرقہ سنوسیہ کے حالات جنھون نے جنگ طرابلس کی واقعی مین ترکون کو عظیم الشان مدد دی۔ بہت قابل دید ہین قیمت ۱ر

المشتہر منیجر افضل المطابع پریس مراد آباد